پیام عمل

RAZA LIBRARY
RAMPUR U.P.

www.khwajalateefansari.com
Rekhta Download

اور تم میں ایک جماعت ایسی ضرور ہو جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے، اچھی باتوں کا حکم دے اور برائیوں سے روکے (آل عمران)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ پیام عمل لاہور

جلد ۱۲ صفر ۱۳۸۸ھ مئی ۱۹۶۸ء شمارہ (۳)

نگران :-
خواجہ محمد لطیف انصاری
پروفیسر محمد صادق قریشی

مدیر اعزازی :-
وحید الحسن ہاشمی

بدل اشتراک

ممبران خصوصی .. .. پانچ روپے سالانہ
معاونین خصوصی .. .. دس روپے سالانہ
مربی .. یکصد روپے یکمشت یا کم از کم دس روپے ماہوار
سرپرست .. پانچسو روپے یکمشت یا کم از کم پچاس روپے ماہوار

فی پرچہ ۲۵ پیسے

یکی از مطبوعات
امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ
پاک نگر اکرم روڈ لاہور

ترتیب

۱ - اداریہ		مطالبات کمیٹیاں	۳
۲ - محفل		آپ کے خطوط	۶
۳ - تفسیر قرآن		سرکار سید العلماء علامہ سید علی نقی صاحب	
۴ - عظمت شہادت امام حسین		سید حشمت حسین جعفری صاحب ایڈووکیٹ	۹
۵ - سلام		جناب رفیق رضوی صاحب	۱۳
۶ - المیہ عظیمہ کربلا کی یادگاریں		جناب سید رضا قاسم مختار صاحب	۱۴
۷ - علامہ حافظ کفایت حسین مرحوم کے جنازے کا آنکھوں دیکھا حال - سید کوثر حسین جعفری			۱۸
۸ - کارساز ملت	(نظم)	جناب خلش پیرا صحابی	۲۰
۹ - فطرت کی سیہ پوشی	(نظم)	جناب ممتاز بانوی صاحب	۲۱
۱۰ - خاصانِ الٰہی	(نظم)	سید افسر عباس زیدی	۲۲
۱۱ - سلام		حضرت سہیل بنارسی	۲۳
۱۲ - قومی اطلاعات		(ادارہ)	۲۴

مطالبات کمیٹیاں

تقریباً بیس سال سے شیعہ عوام اپنے جائز مطالبات کے لیے کوشاں ہیں۔ لیکن ہنوز روزِ اوّل ہے اس عرصہ میں کیا کچھ ہوا اس کا تذکرہ ایک زندہ قوم کے شایانِ شان نہیں ہے۔ دوسروں پر کیچڑ اچھالنے اور دوسروں کو بُرا بھلا کہنے سے قوموں کے دن نہیں پھرتے ضرورت اس امر کی ہے کہ اصحابِ فہم ایک مقام پر جمع ہو کر ٹھنڈے دل سے اس امر کا جائزہ لیں کہ شیعہ مطالبات کے منوانے میں وہ کون سی خامیاں رہ گئیں جن کی وجہ سے قوم کی کشتی ساحلِ مراد تک نہ پہنچ سکی۔ اس سلسلے میں ایک عام وجہ یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ قوم ہی میں کچھ ایسے حضرات ہیں جو مطالبات کو تارپیڈو کر رہے ہیں۔ یہ الزام اس وقت درست ہوتا اگر حکومت کسی پارٹی یا شخصیت سے مرعوب ہوتی یا اس پارٹی یا شخصیت کی جا و بے جا طرفداری کرتی حقیقت یہ کہ وزیرِ داخلہ کے اعلان کے مطابق شیعہ مطالبات کی فائل گورنر مغربی پاکستان کے ذریعہ صدرِ محترم کو ارسال کی جا رہی ہے۔

ہر قوم اپنے حقوق کے لئے جدوجہد کرنے کا حق رکھتی ہے۔ دُنیا کی مضبوط سے مضبوط حکومت بھی کسی نادار سے نادار قوم کا حق ٹھکرا کر امن و اطمینان سے نہیں رہ سکتی چہ جائیکہ حکومت پاکستان شیعہ قوم کے حقوق کو درخورِ اعتنا نہ سمجھے۔ بات یہ ہے کہ موجودہ حکومت کے سامنے جس جس گوشے اور جس جس رُخ سے گفتگو ہو رہی ہے۔ اس سے شکوک و شبہات کی فضا پیدا ہونا ضروری ہے۔ لیکن حکومت اس امر میں متفق ہے کہ شیعوں کے مطالبات بے ضرر اور غیر سیاسی ہیں۔ اور اس کا اعلان حکومت کی طرف سے بھی کیا جا چکا ہے۔ حکومت جس گو مگو کی پالیسی پر گامزن ہے اس کے نتائج کی وہ خود ذمہ دار ہے۔ ہمیں اپنی تنظیم کو بے حس اور بے عمل نہیں کر دینا چاہیئے۔ اس وقت ملک میں ہزاروں مطالبات کمیٹیاں معرضِ وجود میں آ چکی ہیں۔ ان کمیٹیوں کا الحاق مرکزی کمیٹی سے ہو چکا ہے۔ لیکن اگر بہ نظرِ تحقیق دیکھا جائے تو ان کمیٹیوں کا ڈھانچہ مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر استوار نہیں۔ ان کمیٹیوں کی تنظیم بھی ڈھیلی ہے۔ اور معاشی اعتبار سے تو یہ کمیٹیاں اس قدر غریب ہیں کہ اکثر مقامات پر تو فقط ایک ہی شخص پوری تنظیم کا بار اپنے کاندھوں پر اٹھائے ہوئے ہے۔ حالات کی یہ روش اگرچہ ہمیں نا امیدی کی طرف لے جاتی ہے۔ لیکن جب ہم دُنیا کی دوسری قوموں کی ارتقائی منازل پر نظر ڈالتے ہیں تو ان کی حالت ہم سے بھی بدتر دکھائی دیتی ہے۔ اس لئے یہ وقت کفِ افسوس ملنے کا نہیں ہے۔ بلکہ میدانِ عمل میں کُود پڑنے کا ہے۔ علماء کنونشن کراچی میں یہ تجویز پاس ہوئی تھی کہ خود علماء مختلف مقامات کا دورہ کریں گے۔ اور اپنے تنظیمی ڈھانچے کو اور مضبوط کرینگے لیکن حکومت کی ناروا پابندیوں کی وجہ سے یہ کام

بطریق احسن سرانجام نہ پا سکا جس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے۔ کہ عوام میں اس وقت ایک کشمکش کی سی فضا پیدا ہو گئی ہے۔ اگر ہم اپنا قومی وقار بحال کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ہم ایک آزاد شہری کی طرح اپنی زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔ اگر ہم اپنے مذہب کی بقا چاہتے ہیں۔ تو اپنے پیروں پہ خود کھڑے ہو کر مطالبات کمیٹیوں کو ایک فعالی ادارہ بنانا پڑے گا۔ ایک ہاتھ کٹ جانے سے آدمی دوسرے ہاتھ سے کام کرنا بند نہیں کر دیتا۔ اگر علماء پر پابندیاں عائد کر دی گئی ہیں۔ تو گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ پاکستان کے ہر شیعہ کو اپنے جائز حقوق کی پاسبانی کے لئے کمربستہ ہو جانا چاہیئے۔ مولانا سید محمد دہلوی اس پیرانہ سالی میں شیعہ قوم کے تحفظات کے لئے جو کچھ کر رہے ہیں وہ ایک معجزہ سے کم نہیں۔ ہمارا یہ فرض ہے۔ کہ ہم ان سے تعاون کریں۔ اور ان کے کاموں میں ہاتھ بٹائیں۔ ہمارا قومی کارواں ایک منزل پہ گامزن ہو چکا ہے۔ جہاں سے فرار کا کوئی راستہ نہیں۔ آج اگر آپ نے اس نیک گھڑی میں تھوڑی سی بھی کوتاہی کی تو اس کے نتائج آپ کی آنے والی نسل برداشت کرے گی۔

بقیہ محفل

چیز کی بہت ضرورت ہے۔ کہ ہمارے عوام اس سے واقف ہوں کہ شیعی عقائد کہاں کہاں دوسرے مسلمانوں کے عقائد سے مختلف ہیں۔ ان کی وجہ کیا ہے۔ اور ان کی اپنے مخالف عقائد پر برتری کیا ہے۔ اس سلسلہ میں میں آپ کی توجہ ایک اور پہلو کی طرف مبذول کرانا چاہتی ہوں۔ مولانا مودودی کی کتاب خلافت و ملوکیت یقیناً آپ کی نظر سے گزری ہو گی۔ اس کتاب میں مولانا نے ایک باب میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ اہل سنت وجماعت کا مسلک وہی ہے جو صدر اول میں تمام مسلمانوں کا تھا۔ دوسرے فرقے شیعہ، معتزلہ وغیرہ کی حیثیت ویسی ہی ہے۔ کہ جیسے کچھ لوگ جماعت سے علیحدہ ہو کر الگ ہو جائیں۔ ظاہر ہے۔ کہ یہ بات حقیقت سے کوسوں دور ہے۔ صحیح تو یہ ہے۔ کہ صرف اہل تشیع صحیح عقائد پر قائم رہے۔ باقی عوام الناس کو ملوکیت نے جس رنگ میں رنگنا چاہا رنگ دیا۔ جن لوگوں نے صحیح اسلام کو نہ چھوڑا۔ یہی لوگ بعد میں چل کر شیعہ کہلائے۔ ان حقائق کی موجودگی میں مولانا مودودی کی منطق کتنی عجیب معلوم ہوتی ہے۔ مگر پھر بھی عوام میں غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ قبلہ سید العلماء اپنی زیر تصنیف کتاب مذہب شیعہ میں ایک باب اس مسئلے کے متعلق بھی قائم کریں۔ کیا امید کروں گی کہ آپ سید العلماء کی خدمت میں یہ معروضہ پہنچا دیں گے۔

آپ کی خواہر ایمانی سیدہ ماہ نو

محترمہ۔ آپ کی گزارش علامہ موصوف کی خدمت میں ارسال کی جا رہی ہے (ایڈیٹر)

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ (ادارہ)

محفل

مکرمی و محترمی جناب مدیر "پیام عمل" لاہور

السلام وعلیکم

"پیام عمل" کچھ دیر سے ملا یا یوں کہوں کہ اس وقت ملا جبکہ امام مظلوم پر پانی قطعی بند ہو چکا تھا۔ ان ایام میں اتنی فرصت کہاں تھی۔ کہ بنظرِ غائر مطالعہ کیا جاتا۔ بہرحال "یاد اور یادگار" کا جواب نہیں۔ کیا ہم آپ سے امید رکھیں۔ امام حسین ع کی شریکۂ کار بہن کی بپتا تا زندانِ شام اب کی دفعہ شامل ہوگی۔ ہماری بے حسی جانیئے کہ بنت علی ع ثانی زہرا کے سفر کے متعلق جو بحیثیت میر کارواں از کربلا تا شام ہوا بہت کم جانتے ہیں۔ میں پرزور گزارش کرتا ہوں کہ کاروانِ اہلبیت کی شہزادیوں یتیموں اور اسیروں کے متعلق ایک جامع مضمون عمل میں لایا جائے۔

برادرم تسلیم :-

اسیرانِ اہلبیت کے حالات پیام عمل مسلسل نکالتا رہتا ہے۔ ابھی گذشتہ سال شریکۃ الحسین نمبر میں یہ تمام تذکرے موجود ہیں۔ کتابچے کی پسندیدگی کا شکریہ

(ایڈیٹر)

محترمی تسلیم

عرض یہ ہے کہ میں ایک ایسی جگہ کا رہنے والا ہوں جہاں شیعہ قوم کی نفری بہت تھوڑی ہے۔ اور ہر وقت ان کے سوالوں میں ڈوبا رہتا ہوں۔ جیسا کہ ماتم۔ تعزیہ داری۔ رونا وغیرہ۔ آپ کا پیام عمل پہلی مرتبہ میری آنکھوں کے سامنے آیا۔ تو اس میں مجھے ایسے مضامین اور جوابات۔ جن کو میں بھلا نہیں سکتا۔ ہماری تاریخ تقریباً ۶۰۰ سال تک نا اہلوں کے ہاتھ رہی اور انہوں نے خوب ان حالات کو دبائے رکھا۔ اہلبیت کی مہربانی سے ہم اجاگر ہوئے۔ اور اپنی تاریخ کو اپنے ہاتھوں لیا۔

برادرم تسلیم۔

رسالے کی پسندیدگی کا شکریہ آپ معیاری مضمون ارسال کریں ضرور شائع کیا جائے گا۔ (ایڈیٹر)

محترمی شاہ صاحب تسلیم

آپ کے جریدہ پیام عمل سے معلوم ہوا کہ آپ کی درخواست پر حضرت سید العلماء، ایک کتاب مذہب شیعہ پر لکھ رہے ہیں۔ یہ بڑی خوشی کی بات ہے۔ کہ آپ نے قبلہ سید العلماء، کو اس اہم کام کے لئے تیار کر لیا۔ اس موضوع پر آج کل ان سے بہتر صاحب قلم ہندوستان و پاکستان میں موجود نہیں۔ کتاب کے نام سے پتہ چلتا ہے۔ کہ اس میں مذہب شیعہ کے عقائد کی برتری پر سیر حاصل تبصرہ کیا جائیگا۔ اس

(باقی صفحہ [illegible])

تفسیر قرآن

(آیت ۱۰۶ مسلسل)

حکمت کی تبدیلی سے حکم میں تبدیلی نہ نتیجہ جہل ہے۔ نہ پشیمانی بلکہ وہ عین مقتضائے علم وقدرت ہے نسخ کی بحث میں علمائے جمہور نے اس کی خوب خوب تشریح وتوضیح کی ہے یہاں عبدالماجد صاحب دریابادی کا اقتباس ملاحظہ ہو۔ وہ لکھتے ہیں:-

"احکام کی مثال طبیب کے نسخہ کی ہے۔ طبیب کی تشخیص اپنی جگہ پر بدستور رہتی ہے۔ لیکن مریض کی حالت بدلتی رہتی ہے۔ اور پھر موسم اور آب وہوا میں بھی فرق ہوتے رہتے ہیں۔ ان حالات میں کوئی حاذق طبیب بھی اپنے نسخہ کے اجزا میں ان بدلے ہوئے حالات کے مطابق ترمیم کرنے میں تامل نہ کرے گا۔"

(آگے لکھتے ہیں)

"یہ بھی خوب واضح رہے کہ یہ نسخ جو کچھ بھی ہوگا، علم بشری ناقص ومحدود کے اعتبار سے ہوگا۔ ورنہ علم الٰہی میں تو ہر حکم ازل سے وقت معین کے لئے مقرر وثابت ہی ہے۔"

یاد رکھنا چاہیے۔ کہ بدا کی نوعیت بھی بالکل یہی ہے وہاں بھی یہی ہے کہ تقدیرات کی تبدیلی جو کچھ بھی ہے وہ علم بشری کے لحاظ سے ہے۔ ورنہ علم الٰہی میں تقدیر اوّل پہلے ہی سے مشروط وموقت ہوتی ہے پشیمانی کا سوال نہ اس میں ہے اور نہ اس میں بلکہ نسخ وبدا، دونوں ہی علم وقدرت دونوں کے ایک ساتھ کارفرما ہونے کا نتیجہ ہیں۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۰۷﴾

"کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اللہ ہی کے لئے ہے۔ آسمانوں اور زمین کی سلطنت اور تمہارا اللہ کے سوا کوئی یار ومددگار نہیں ہے۔"

اگر یہ آیت تنزیل میں گزشتہ آیت سے متصل ہے۔ تو مخاطب وہی ہوں گے جو نسخ کے منکر تھے۔

اور اگر یہ الگ ہے تو پھر مخاطب ہر سننے والا اس کلام کا ہو سکتا ہے۔ خواہ براہ راست اور خواہ بتوسط رسول اور اسی لئے کلام میں تخاطب شروع ہوا ہے۔ بصیغہ مفرد (الم تعلم) اور بعد میں جمع کا انداز ہو گیا ہے (وما لکم)

اور استفہام کہ کیا تمہیں معلوم؟ یہ حقیقۃً استفہام نہیں ہے۔ بلکہ مقصود اس سے اثبات و اقرار کرانا ہے[۵]

اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْــَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ط وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۰۸﴾

---

۵ ویؤل فی المعنی الی الایجاب کانہ یقول قد علمت حقیقۃ (طبرسی)

"یا کیا تم چاہتے ہو اپنے رسول سے ویسا سوال کرو۔ جیسا اس کے پہلے موسیٰ سے کیا گیا تھا؟ اور جو ایمان کے عوض میں کفر اختیار کرے گا۔ وہ یقیناً سیدھے راستے سے بھٹک گیا"۔

الفاظ قرآن سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ یہ خطاب مسلمانوں سے ہے۔ جو تنبیہ کے طور پر ہے۔ چونکہ مسلمانوں کی عام ذہنیت بہت حد تک بنی اسرائیل سے ملتی جلتی تھی۔ جس پر حضرت پیغمبر اسلام نے بھی اپنی حدیث میں متنبہ کیا تھا کہ لتتبعن سنن بنی اسرائیل (الحدیث) اس لئے خالق کریم نے اس انتباہ کی ضرورت محسوس فرمائی۔

اس انتباہ کے بعد بھی مسلمانوں میں بروز قیامت دیدار کا عقیدہ قائم ہونا جو محسوس حقیقت ہے اس انتباہ کی اہمیت کا زبردست ثبوت ہے۔

حالانکہ آخری الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ خالق کے دیدار کی ہوس ایمان کے عوض میں کفر کی جانب قدم زنی کی مرادف ہے۔

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۖ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۱۰۹﴾

بہت سے اہل کتاب کی دلی خواہش یہ ہے کہ کسی طرح ایمان کے بعد پھر دوبارہ تم لوگوں کو کافر بنا لیں۔ صرف حسد کی وجہ سے جو اُن کے نفوس میں ہے باوجودیکہ حق اُن پر ظاہر ہو چکا ہے۔ تو تم انہیں معاف کرتے رہو اور درگذر سے کام لو اُس وقت تک کہ اللہ اپنا حکم بھیجے۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے"۔

یہود و نصاریٰ کی کوششیں مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کی اُس وقت بھی تھیں۔ اور اب بھی آنکھوں کے سامنے ہیں۔ قرآن ان کوششوں کا نفسیاتی سبب بتاتا ہے۔ کہ وہ نہ اپنے مذہب کی حقانیت کے احساس یا اُس کی محبت سے ہیں۔ اور نہ تمہاری ہمدردی میں بلکہ اصل اس کا سبب رشک و حسد ہے۔ جس میں دو عنصر کار فرما ہیں۔ ایک دماغ سے متعلق اور ایک دل سے۔ اوّل یہ احساس کہ تم جس مذہب پر ہو یہ حق ہے اور اُس کے ذریعے سے تم دُنیا و آخرت میں بیش قرار فوائد حاصل کرو گے۔ دوسری طرف تقلید آباء، ماحول اور عادت کی بنا پر اپنے کیش سے ہٹنے کو اپنے لئے گوارا نہ کرنا۔ اب اس کا نتیجہ عقلاً تو یہ ہونا چاہیئے کہ وہ تمہیں تمہاری حقیقت پروری کی بنا پر قابل عزت سمجھیں۔ اور اپنی محرومی پر ظاہر بظاہر نہ سہی تو دل ہی دل میں حسرت کریں بلکہ خود موانع سے مقابلہ کر کے تمہارے درجے تک پہنچنے کی کوشش کریں۔ مگر بد باطن، کور نفس اور کم ظرف اشخاص کا قاعدہ یہ ہوتا ہے کہ وہ خود تو اپنے نقص کو دور کرنے کی کوشش نہیں کرتا مگر تمہاری بلندی سے تکلیف محسوس کرتا ہے۔ اس لئے چاہتا ہے کہ تمہیں کسی طرح کھینچ کر اپنے راستے پر لے آئے۔

(باقی آئندہ)

www.khwajalateefansari.com

سیّد حشمت حسین جعفری ایڈووکیٹ

عظمت شہادت امام حسینؑ اور اس پر تاریخی حاشیے

قسط نمبر (۲)

حکیم الامت علامہ اقبال نے آپ کی شان میں دیگر اشعار کے یہ شعر بھی کہا ہے۔

نقش الّا اللہ بر صحرا نوشت
سطر عنوانِ نجات ما نوشت

(مثنوی اسرار و رموز، ص ۱۲۸)

افسوس کا کیا ذکر ہے مورخ ابن خلدون جیسے شخص نے جس نے اندلس میں بنو اُمیہ کے عہد میں پرورش پائی۔ اور ہمیشہ اُن کی حمایت کی۔ اپنے مقدمہ تاریخ میں شہادت امام عالی مقام کے سلسلہ میں لکھا ہے۔

"اس مسئلہ پر قاضی ابوبکر بن العربی مالکی نے اپنی کتاب "عواصم و قواصم" میں جو خیال آرائی کی ہے۔ وہ حق و صداقت سے بعید ہے کہ کہا ہے کہ امام حسینؑ اپنے نانا کی شریعت کے مطابق قتل کئے گئے۔ یہ غلطی یوں سرزد ہوئی کہ قاضی موصوف نے امام عادل کی شرط سے غفلت برتی ہے۔ سچ پوچھئے تو اہل الرائے نے لڑنے کے لئے حضرت امامؓ کے زمانے میں آپ سے زیادہ کون امامت وعدالت کی رُو سے حقدار ہو سکتا تھا۔"

(اُردو ترجمہ مقدمہ تاریخ ابن خلدون ص ۲۴۸، مطبوعہ مطبع نور محمد، کراچی)

انسان فطرۃً حق کی حمایت کا جذبہ لے کر پیدا ہوتا ہے۔ پھر جو حق کی حمایت میں ظلم کا شکار ہوتا ہے۔ اس سے اُس کی ہمدردیاں وابستہ ہو جاتی ہیں۔ اور جو ایسے شخص پر ظلم کرتا ہے اس سے اُس کو نفرت ہو جاتی ہے یہ ہی وجہ تھی کہ شہادت امام حسین علیہ السلام کے تھوڑے ہی عرصہ بعد مسلمانوں کی ہمدردیاں امام حسینؑ کے حق میں بیدار ہو گئیں اور یزید کے خلاف ایک منافرت کا سیلاب اُمنڈ آیا۔ چونکہ تدوین تاریخ کا آغاز عہد معاویہ سے ہوتا ہے۔ اور وہ بھی سلاطین بنو اُمیہ کے حکم سے اس لئے مورخین نے شہادت امام حسینؑ کی عظمت پر پردہ ڈالنے کی غرض سے ——— اس پر بہت سے وضعی حاشیے چڑھائے۔ ہم اس مختصر مضمون میں ان حاشیوں میں سے چند کا ذکر کریں گے۔ جن سے ظاہر ہو گا کہ یہ حاشیے اس غرض سے چڑھائے گئے۔ کہ سلاطین بنی اُمیہ کا دامن داغوں سے دُھل جائے۔ اور شہادت سید الشہداء علیہ السلام کی عظمت لوگوں کی نظر سے گر جائے۔

پہلا حاشیہ: خیر و شر جو ہوتا ہے۔ خدا کے حکم سے ہوتا ہے۔ انسان مجبور ہے۔

علامہ شبلی نے اپنے رسالہ "علم الکلام" کے حصہ اوّل میں اختلاف عقائد کی بنیاد پالیٹکس سے ہوئی کی سُرخی کے تحت لکھا ہے:۔

" اختلاف عقائد کے اگرچہ یہ سب اسباب فراہم تھے لیکن ابتدا پالیٹکس یعنی ملکی ضرورت سے ہوئی۔ بنو اُمیہ کے زمانہ میں چونکہ سفاکی کا بازار گرم رہتا تھا طبیعتوں میں شورش پیدا ہوئی۔ لیکن جب کبھی شکایت کا لفظ کسی کی زبان پر آتا تھا تو طرفداران حکومت یہ کہکر اُسے کہ چُپ کر دیتے تھے۔ کہ جو کچھ ہوتا ہے ہم کو دم نہیں مارنا چاہیئے۔ آمنا بالقدر خیرہ و شرہ"۔ (علم الکلام حصہ اوّل ص ۲۵ مطبوعہ پبلشنگ ہاؤس کراچی ۱۹۶۴ء)

ظاہر ہے کہ یہ حاشیہ محض اس لئے چڑھایا گیا کہ یزید کو قتل امام حسینؑ میں مجبور سمجھا جائے۔ حالانکہ یہ حاشیہ صریحاً منافی قرآن ہے۔

دوسرا حاشیہ:۔ امام حسینؑ نے عمر ابن سعد سے بیعت یزید کرنے کے لئے رضامندی ظاہر کر دی تھی۔

ابن اثیر جزری نے تاریخ کامل میں لکھا ہے کہ امام حسینؑ نے عمر ابن سعد سے تنہائی میں ملاقات کی اور اُس کے سامنے یہ شرطیں پیش کیں:۔

(۱) میں وہیں کو چلا جاؤں، جہاں سے آیا ہوں۔

(۲) میں اپنا ہاتھ یزید ابن معاویہ کے ہاتھ میں رکھ دوں، پھر دیکھا جائے کہ میرے اور اُس کے درمیان کیا رائے قرار پاتی ہے یا

(۳) تم مجھ کو مسلمانوں کی کسی سرحد کی طرف جہاں تم چاہو لے چلو۔ اور میں وہاں کے لوگوں میں شامل ہو جاؤں۔ اور اُن کے فوائد سے فائدہ اور نقصان سے نقصان اٹھاؤں"۔ (خلافت بنو اُمیہ حصہ اول ۱۴۲ ص۔ ۱۴۴۔ اردو ترجمہ تاریخ کامل عہد بنی اُمیہ مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی)

یہ روایت عہد یزید ابن معاویہ ہی میں گھڑی گئی کہ لوگوں کے ذہنوں میں حسین علیہ السلام کی طرف سے جنہوں نے اپنے نانا کے دین کی بقاء کے لئے بیعت یزید سے آخر وقت تک انکار کیا اور شہید ہو گئے، یہ بدگمانی پیدا کر دی جائے۔ کہ وہ تو بیعت یزید کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ مگر عہد یزید ہی میں اس افترا کی دھجیاں بکھیر دی گئیں تھیں۔ چنانچہ ابن اثیر ہی مذکورہ صدر روایت کو نقل کرنے کے فوراً بعد لکھتے ہیں:۔

"عقبہ ابن سمعان کا بیان ہے کہ میں مدینہ سے مکہ اور مکہ سے عراق تک امام حسینؓ کے ہمراہ رہا اور اُن کی شہادت کے وقت تک اُن سے جدا نہ ہوا۔ میں نے اُن کی وہ تمام تقریریں سنی ہیں۔ جو انہوں نے اپنی شہادت کے دن تک لوگوں کے سامنے کیں۔ خدا کی قسم! انہوں نے کبھی لوگوں سے یہ نہیں کہا کہ میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں رکھ دوں گا۔ یا یہ کہ تم مجھے مسلمانوں کی سرحد کی طرف لے چلو۔ بلکہ انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ یا تو مجھے وہیں جانے دو۔ جہاں سے میں آیا ہوں۔ یا نہیں تو مجھے اس وسیع و عریض زمین میں کہیں کو چلا جانے دو تاکہ ہم دیکھ لیں کہ لوگوں کے اس امر کا آخری انجام کیا ہوتا ہے۔ مگر اُن لوگوں نے نہیں مانا۔"

تیسرا حاشیہ: حضرت مسلمؑ کی خبرِ شہادت ملنے پر امام حسینؑ واپس لوٹنے پر تیار ہو گئے تھے۔ مگر بنو عقیل کے اصرار پر آپ سفرِ عراق کے لئے مجبور ہو گئے۔

ابن خلدون اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں جب امام حسینؑ ابن علی رضؓ مقام ثعلبیہ میں وارد ہوئے۔ تو مسلم بن عقیل کے شہید ہونے کی خبر آئی۔ بعض کی رائے ہوئی کہ آپ یہیں سے واپس چلئے۔ کوفہ میں آپ کا کوئی یار و مددگار نہیں ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ بجائے آپ کی مدد کرنے کے آپ کے مخالف بن جائیں۔ بنو عقیل بولے۔ واللہ ہم سرزمین کوفہ کو اس وقت تک نہیں چھوڑیں گے۔ جب تک مسلم کے خون کا بدلہ نہ لے لیں یا جیسا کہ مسلم نے ذائقہ موت کا چکھا ہے۔ ہم بھی نہ چکھ لیں گے" امام حسینؑ بن علیؓ نے ارشاد کیا۔ تم لوگوں کے بعد پھر زندگی کا کیا لطف ہوگا۔ "ہمراہیوں میں سے چند لوگ کہنے لگے۔ واللہ آپ مسلم بن عقیل جیسے نہیں ہیں۔ جوں ہی آپ کوفہ پہنچیں گے سب لوگ آپ کے مطیع ہو جائیں گے" غرض امام حسینؑ بن علیؓ بنو عقیل کے اصرار سے مجبور ہو کر ثعلبیہ سے روانہ ہو کر زبالہ میں جا اترے" (اردو ترجمہ تاریخ ابن خلدون جلد ۲، ص ۹۹)

یہ روایت بنوامیہ کی وضع کردہ ہے۔ اس سے لوگوں کے دلوں میں یہ توہم پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ امام حسین علیہ السلام کا یزید کے مقابلہ پر آجانا فی سبیل اللہ نہیں تھا بلکہ بنو عقیل کے جذبۂ انتقام کے زیر اثر انہیں بھی کربلا جانا پڑا حالانکہ اتنا موقع تھا۔ کہ اگر وہ چاہتے تو ثعلبیہ سے لوٹ جاتے اور اپنی اور اپنے اصحاب کی جان بچا لیتے۔ لیکن تاریخ سے اس کی تائید نہیں ہوتی حقیقت یہ ہے۔ کہ امام حسینؑ کو لشکر یزید نے گھیر کر زمین کربلا پر پہنچایا۔ انہیں یا بنو عقیل کو اتنا موقع ہی نہیں تھا۔ کہ وہ واپس لوٹنے کے متعلق سوچتے اس کی تائید حضرت ابن عباسؓ کے خط سے ہوتی ہے۔ جو انہوں نے یزید کو لکھا تھا۔ بعد شہادت امام حسینؑ جب ابن عباسؓ نے مکہ میں عبداللہ ابن زبیر کی بیعت نہیں کی تو یزید کو خیال ہوا۔ کہ وہ ہمارے وفادار ہیں اور انہیں ایک خط لکھا جس میں ہدایت کی کہ وہ عبداللہ ابن زبیر کے حالات سے اُسے مطلع کرتے رہیں۔ اس خط کے جواب میں حضرت ابن عباس نے یزید کو ایک طویل خط لکھا جس کو مورخ ابن اثیر نے تاریخ کامل میں نقل کیا ہے اور جس کا ماحصل یہ ہے۔ کہ تم ایسے کردار کے اعتبار سے اس قابل نہیں ہو کہ تم سے کسی قسم کا واسطہ رکھا جائے۔ اس خط میں امام حسین علیہ السلام کے متعلق حضرت ابن عباس کے یہ فقرات ملتے ہیں:۔

"تم نے امام حسینؑ کو حرم رسول اللہ سے حرم اللہ کی طرف بھگا دیا۔ پھر تم برابر ان کے پیچھے اپنے سواروں کو بھیجتے رہے تا آنکہ انہوں نے ان کو عراق تک پہنچا دیا پھر بھی تمہارے سوار اس عداوت کی بناء پر جو تم کو اللہ اور اس کے رسول صلعم اور رسول کے ان اہلبیت سے ہے جن کو خدائے تعالیٰ نے آلائشوں سے پاک کر کے طاہر و مطہر بنایا تھا۔ ان پر چڑھ دوڑے۔ امام حسینؑ

نے تم سے صلح کرنی چاہی اور واپس چلے جانے کا سوال کیا مگر تم نے اُن کے انصار کی قلت اور ان کے اہلبیت کے استیصال کے موقع کو غنیمت جان کر اُن کے خلاف ایک دوسرے کی اس طرح معاونت کی کہ گویا تم کسی ترک یا کافروں کے خاندان کے درپے ہو۔" (خلافت بنو امیہ، اردو ترجمہ تاریخ کامل حصہ اول، ص ۱۹۶)

اس خط سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ مکہ سے لے کر عراق تک یزیدی فوج کے سواہ امام حسینؓ اور اُن کے اعوان و انصار کے ساتھ سایہ کی طرح لگے رہے۔ اس کا موقع ہی نہیں تھا کہ امام حسینؓ یا اُن کے اصحاب میں سے کوئی راہ سے واپس لوٹنے کا خیال بھی کرتا ہے۔ یہ حاشیہ محض افسانہ ہے۔ جو شہادت امام حسینؓ یا ان کی عظمت کو کم کرنے کے لئے تراشا گیا ہے۔ اور آپ کے جہاد فی سبیل اللہ میں انتقامی جذبہ کا رنگ بھرنے کی ایک ناکام کوشش کی گئی ہے۔

چوتھا حاشیہ:- روز عاشور جب فوج یزیدی کی یلغار ہوئی تو امام حسینؓ نے حضرت ابن عباس کے مشورہ کے خلاف اہل حرم کو ساتھ لانے پر افسوس کیا۔

مورخ طبری نے اس موقع پر امام حسینؓ کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔ "ابن عباس نے کیا بات کہی تھی۔ یعنی ابن عباس نے آپ کو منع کیا تھا کہ اہل حرم کو ساتھ نہ لے جائیے۔ اب اُن کے رونے کی آواز سُن کر آپ کو ابن عباس کا کہنا یاد آگیا۔" (اردو ترجمہ تاریخ طبری جلد ۲ حصہ اول ص ۲۵۵، خلافت بنو امیہ حصہ اول، اردو ترجمہ تاریخ کامل۔ ص ۱۴۸)

اس روایت کا مقصد یہ ہے کہ اہل حرم کو ہمراہ لانے کے سلسلہ میں امام عالی مقام نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا معاذ اللہ! امام حسینؓ اور غلط اقدام۔ ان کا ہر قدم بصیرت اور پیش بینی پر مبنی تھا۔ تاریخ دان حضرات سے یہ چیز پوشیدہ نہیں کہ جب مملکت اسلامیہ کے مسلمانوں کو امام حسینؓ کی شہادت کی اصلی کیفیت معلوم ہوئی تو وہ یزید کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔ یہ دیکھ کر یزید نے قتل امام حسینؓ کا سارا بار ابن زیاد پر ڈالا۔ اور علی الاعلان کہا۔ خدا کی مار ہو ابن مرجانہ پر۔ اسی نے اُن کو مصیبت میں ڈالا۔" (خلافت بنو امیہ حصہ اوّل۔ اُردو ترجمہ تاریخ کامل۔ ص ۱۶۹) ابن زیاد کو یہ صورت حال معلوم ہوئی۔ تو اس نے قتل امام حسینؓ کی ساری ذمہ داری یزید پر عائد کی جس پر اُس کا یہ قول شاہد ہے۔ "میرے امام حسینؓ کے قتل کرنے کا جواب تو یہ ہے کہ یزید نے اشارۃً یہ بات مجھے جتا دی تھی۔ کہ میں اُنہیں قتل کر ڈالوں ورنہ وہ مجھے قتل کر دے گا۔ پس میں نے اُن ہی کے قتل کو اختیار کیا۔" (خلافت بنو امیہ حصہ اول، اُردو ترجمہ تاریخ کامل، ص ۲۰۵) یہ معلوم کر کے کہ یزید قتل امام حسینؓ سے اپنا دامن بچانا چاہا اور عمر ابن سعد سے جو کربلا میں فوج یزیدی کا سپہ سالار تھا۔ وہ حکمنامہ واپس لینا چاہا جس میں اس نے قتل امام حسینؓ کا اُسے تاکیدی حکم دیا تھا۔ مگر ابن سعد نے یہ فرمان لوٹا دینے سے انکار کیا۔ جب ابن زیاد کا اصرار بہت بڑھا

نماز ذریعہ نجات ہے

www.khwajalateefansari.com RekhtaDownload.com

تو عمر ابن سعد نے کہا۔ وہ رقعہ واللہ میں نے اس لئے رکھا ہے۔ کہ مدینہ میں قریش کی بڑی بوڑھیوں کے سامنے بطور معذرت پڑھا جائے گا۔ سُن! میں نے حسینؑ کے بارے میں ایسی خیر خواہی کے کلمے تجھ سے کہے کہ اگر اپنے باپ سعد وقاص سے کہتا تو اُن کا حق ادا کر دیتا"۔

اُردو ترجمہ تاریخ طبری (جلد ۲۔ ص ۲۹۸)

اگر امام حسینؑ نے اہلِ حرم کو ہمراہ نہ لیا ہوتا اور جناب زینب و اُمِ کلثوم نے بازار کوفہ و شام میں اور دربار ابن زیاد و یزید میں مسلمانوں کو شہادت امام حسینؑ کے واقعات اور اس کی غرض و غایت کو اپنے خطبوں کے ذریعہ واضح نہ کر دیا ہوتا تو یزید کے خلاف مخالفت کا سیلاب ہرگز نہ اُمنڈتا۔ پھر تو یزید، ابن زیاد اور ابن سعد تینوں مل کر کوئی ایسا بہانہ تراشتے جس سے امام حسینؑ کی عظمت شہادت پر پردہ پڑ جاتا۔ مثلاً وہ بہ آسانی یہ کہہ سکتے تھے۔ کہ حسینؑ اور انصار حسینؑ کی طرف سے اس کے کردار پر ٹوکنے کا جو خطرہ تھا وہ بھی دور ہو جاتا۔ اور وہ اپنے فسق و فجور اور مخالفت اور مخالفتِ کتاب و سُنت پر بھی بدستور قائم رہتا۔ اور اپنے دامن کو قتل امام حسینؑ کے شرمناک دھبہ سے بھی بچا لیتا۔ اور لوگ اُس کو بے قصور بھی مان لیتے

پس جناب امام حسینؑ کا اہل حرم کو اپنے ساتھ لینا عین مصلحت پر مبنی تھا جس پر اُن کے افسوس کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ حاشیہ اُن لوگوں کا اختراع ہے جنہوں نے اپنی سیاسی مصالح کے بنا پر عظمت شہادت امام حسین علیہ السلام کو لوگوں کی نظروں سے گرانا چاہا۔ سچ ہے خدا کے نور کو کوئی نہیں بجھا سکتا۔

رفیق رضوی

سلام

وردِ زبان ہے جن کے ترا نام یا حسینؑ
پھرتے نہیں وہ رزم سے ناکام یا حسینؑ

آیا یزیدیت سے تحفظ کے واسطے!
تجھ کو پکارتا ہوا اسلام یا حسینؑ

بالاتفاق سب کو یہ کہنا پڑا ہے آج
یا مصطفےٰؐ ہیں دولتِ اسلام یا حسینؑ

معلوم ہے یہ ہم کو بہشتِ نعیم کے!
مالک ہیں یا علیؑ ذوالاکرام یا حسینؑ

ملتا ہے اضطراب میں اذکار سے ترے
دل کو سکون، ذہن کو آرام یا حسینؑ

ڈرتی ہیں تجھ سے جبر و تشدد کی قوتیں
لرزاں ہے تجھ سے گردشِ ایام یا حسینؑ

آنکھوں میں اشک، ہونٹوں پہ آہیں، دلوں میں درد
لبریز تیرے ذکر سے ہے جام یا حسینؑ

جاتا ہے سوئے شامِ غریباں مرا خیال
جلتے ہیں جب چراغ سرِ شام یا حسینؑ

رضوی کی سمت چشمِ توجہ اُٹھے گی کب
تا عمر کیا رہے گا، وہ گمنام یا حسینؑ

www.khwajaateefansari.com

جناب سید رضا قاسم مختار مدظلہٗ

المیہ عظیمہ کربلا کی یادگاریں

(قسط نمبر ۲)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فرزند حسینؑ کو سینہ سے لگائے ہوئے تھے کہ جبریل امین نے آکر خبر دی کہ آپ کا یہ بچہ میدان کربلا میں قتل کیا جائیگا اور قتل گاہ کی مٹی بھی دی۔ آنحضرت یہ سُن کر اس قدر روئے کہ ریش مبارک آپ کی آنسوؤں سے تر ہوگئی۔"

علاوہ بریں صحابہ کرام اور صدر اسلام کے زمانے میں گریہ وبکا کی نسبت کیا طرزِ عمل رہا ہے اب اسے بھی ذیل کے واقعات میں ملاحظہ فرمائیں

وفات رسول صلعم کی خبر پاکر حضرت ابوبکر کی بیقراری اور جسد اقدس پر آپ کی مضطربانہ گریہ و زاری یوں مرقوم ہے کہ

لہ "درآں ساعت وقت وفات آنحضرت صلعم ابوبکر صدیق در منزل خویش در محلہ سُنح بود، کسے راعقب او فرستادند تا ویرا خبر گردانید و در روایتے آنکہ ابوبکر غلام خود را فرستادہ بود تا خبرے از آنحضرت بگیرد و غلام باز آمد و گفت شنیدم کہ می گفتند مات محمدؐ پس ابوبکر بہ تعجیل سواری شد وی گفت وامحمداہ وانقطاع ظہراہ، و در راہ می گریست تا بہ مسجد رسول صلی اللہ علیہ وسلم درآمد و دید کہ مردم متفرق الحال اند۔ ملتفت ہیچ کس نشد و بخانہ عائشہ رفت و گفت رسول خدا کجاست، گفتند و برادر ناحیہ خانہ خوابانیدم۔ صدیق رفت و روا از روئے آں سرور برداشت و پیشانی و بوسید و گفت وانبیاء انگاہ سربر آورد و بگریست پس بار دیگر پیشانی و برا

لہ آنحضرت صلعم کی وفات کے وقت حضرت ابوبکر صدیق اپنے گھر پر محلہ سُنح میں تھے۔ اُن کے پاس کسی کو بھیج کر خبر کی گئی اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر نے اپنے غلام کو آنحضرت کی خبر لانے کو خود بھیجا تھا وہ آیا اور کہنے لگا کہ مَیں نے لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ محمدؐ نے انتقال فرمایا۔ حضرت ابوبکر جلدی سے سوار ہوئے۔ اور کہتے جاتے تھے وامحمداہ آپ کے مرنے سے میری کمر ٹوٹ گئی۔ یہ کہتے جاتے تھے اور راہ میں روتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ مسجد رسول میں پہنچے یہاں لوگوں کو مختلف حالتوں میں دیکھا۔ کسی سے ملتفت

تقبیل نمود و گفت واصفیاہ بعد ازاں
سر بر داشت و گریہ کرد، پس بار دیگر
پیشانی ویرا تقبیل نمود و گفت واخلیلاہ
آنگاہ ساعد ویرا بوسید و بگریست و حضرت
عائشہ زاری می کرد، گفت دریغ پیغمبرے
کہ فقر بر غنا اختیار کرد"

(ملاحظہ ہو کتاب روضۃ الاحباب مطبوعہ لکھنؤ
صفحات ۵۶۱ و ۵۶۲)

کتاب استیعاب امام عبدالبر مکی (حرف زا) کے باب زید بن حارثہ میں منقول ہے۔ کہ

"جب آنحضرت صلعم کے پاس خبر شہادت جعفر و زید آئی تو آپ نے گریہ و بکا کیا۔ اور فرماتے جاتے تھے۔ کہ یہ دونوں میرے بھائی اور انیس تھے۔"

(صحیح بخاری جلد اول صفحات ۱۵۰)

مورخین ابن ہشام، طبری، قسطانی و زرقانی اور نیز محدث شیرازی متفق اللفظ بیان کرتے ہیں کہ:۔

اسماء بنت عمیس یعنی زوجہ حضرت جعفر بیان کرتی ہیں کہ جب میرے شوہر جعفر کی شہادت کی خبر آنحضرت صلعم کو معلوم ہوئی۔ تو آپ مسجد سے اٹھ کر میرے گھر پر تشریف لائے۔ اور مجھ سے پوچھا کہ جعفر کے لڑکے کہاں ہیں؟ میں لڑکوں کو لے کر خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور اس وقت مجھ کو اس حادثہ کی کچھ خبر نہ تھی۔ آنحضرت صلعم نے بیقرار ہو کر بچوں کو گود میں اٹھا لیا، پیار کیا۔ ان کے گیسوؤں کو سونگھا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ یہ عالم دیکھ کر مجھے جعفر کی طرف سے دھڑکا ہوا اور میں مضطرب الحال ہو کر آپ سے پوچھنے لگی۔ کیا جعفر کی خبر آئی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں اسماء! وہ شہید ہو گئے۔ یہ سن کر میں بے خود ہو گئی اور نالہ و فریاد کرنے لگی اور محلہ کی عورتیں بھی میری آہ و زاری سن کر میرے پاس تعزیت کو جمع ہو گئیں۔ آنحضرت صلعم نے بکمال دلجوئی مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے اسماء نالہ و فریاد

(پچھلے صفحے سے آگے) نہ ہوئے اور حضرت عائشہ کے گھر میں آئے۔ پوچھا کہ رسول خدا صلعم کہاں ہیں۔ بتلایا گیا کہ انہیں مکان کے حجرے میں لٹا دیا گیا ہے۔ حضرت صدیق اندر گئے۔ منہ سے چادر اٹھائی۔ پیشانی کا بوسہ لیا اور کہا ہائے نبی! پھر اپنا سر اٹھا کر خوب روئے۔ پھر پیشانی کا بوسہ لیا۔ اور کہا ہائے میرے صفی! پھر خوب روئے۔ پھر پیشانی کا بوسہ لیا اور کہا ہائے میرے خلیل! اور پھر آپ کے بازو اٹھا کر چومے اور خوب روئے۔ حضرت عائشہ بھی روتی تھیں اور کہتی تھیں۔ ہائے وہ پیغمبر جس نے دولتمندی پر فقر کو اختیار کیا۔

(رضا قاسم مختار)

www.khwajanteefansari.com
PeheliDownload.Com

نہ کرو، کلمات ناشائستہ زبان سے نکالو!
یہ فرماکر آپ بچشم گریاں وہاں سے اُٹھے
اور جناب فاطمہ زہرا کے گھر تشریف لائے
ان کو بھی واعماہ کہکر روتے دیکھا اور
تب ارشاد فرمایا۔ علی مثل جعفر
فلتبک البواکیۃ "یعنی جعفر کے
ایسا کون ہوگا جس کے لئے رونے والیاں
روئیں گی۔

نیز حضرت حمزہؓ کے متعلق آنحضرت صلعم کا گریہ وبکا
کا حال کتاب روضۃ الاحباب کی مندرجہ ذیل عبارت
صفحات ۲۷۳ سے اس طرح ظاہر ہوتا ہے کہ:۔

"آنحضرت[1] صلی اللہ علیہ وسلم بر سر حمزہ بایستادہ
بود وعم خود را کشتہ ومثلہ کردہ شدہ دید
بسیار اندوہناک گشت وی گریست۔
حضرت صفیہؓ خواہر حمزہؓ برادر را دید المتر
جاع نمود وبجہت وے از حق تعالیٰ آمرزش
طلبید ولیکن از گریہ خود را نتوانست نگاہ
داشت رسول اللہ صلعم از گریۂ او بگریہ
درآمدہ و فاطمہ زہرا نیز بگریست حضرت
موفرد لے عم من لمن اصابک بمثلک ابدا"۔

چوں[1] آں سرور بمدینہ رسید از اکثر خانہا آواز
گریۂ زنان شنید الا از خانہ حمزہ فرمود ولکن
حمزۃ لا بواکی لہ ہنا ایں شنیدہ انصار
بخانہ خویش بیائید و بر قتلائے خود گریہ وبکا
کنید زنان انصار ہمہ بخانہ حمزہؓ آمدید بین
العشائین تا قریب نصف شب بروے می
گریستند و سید عالم صلعم بخواب رفتہ بود

لہ آنحضرت صلعم حمزہ کے سرہانے کھڑے ہوئے اور اپنے
چچا کو مردہ اور مقطوع الاعضا دیکھ کر بہت محزون ودلول ہوئے
اور روتے رہے۔ حضرت صفیہ حضرت حمزہ کی بہن نے بھائی
کی لاش دیکھ کر ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے ان کی بخشش
کی خواستگاری کی۔ لیکن گریہ ضبط نہ کر سکیں۔ جناب رسول
خدا بھی ان کے رونے سے رونے لگے۔ اور جناب سیدہ
بھی رونے لگیں۔ آپ نے فرمایا اے میرے چچا آپ سے
بڑھ کر کوئی اور مصیبت زدہ نہ ہوگا!

(رضا قاسم مختار)

لہ جب آنحضرت صلعم احد سے مدینہ میں لوٹ کر آئے تو
آپ نے بہت سے گھروں سے سوائے حمزہ کے گھر کے رونے
کی آواز سنی تو فرمایا کہ حمزہ پر رونے والا یہاں کوئی نہیں ہے
یہ سن کر انصار اپنے گھروں کو گئے اور اپنی عورتوں سے کہا
کہ پہلے تم لوگ جناب حمزہ عم رسول یہاں کے گھر جا کر رو آؤ۔
وہاں سے پھر گھر لوٹ کر اپنے مقتولین پر رونا۔ یہ سن کر تمام
انصار کی عورتیں حضرت حمزہ کے گھر آئی۔ اور مابین مغرب و
عشاء کے وقت سے لے کر آدھی رات کے قریب تک بیٹھ
کی سب حمزہ پر روتی رہیں۔ آنحضرت صلعم اس وقت سو گئے
تھے۔ جب آنکھ کھلی تو آپ نے پوچھا کہ آواز کیسی ہے۔ عرض
کیا گیا کہ انصار کی عورتیں حضرت حمزہ کو رو رہی ہیں۔ آپ
نے فرمایا کہ خدا ان سب سے راضی ہو اور ان کی اولاد کی اولاد
سے راضی وخوشنود ہو۔

(رضا قاسم مختار)

چوں بیدار شد آواز گریہ زنان از خانہ
حمزہ شنید، پرسید این چہ آواز است گفتند
زنانِ انصار اند بر عم تو می گریند حضرت صلعم
فرمود رضی اللہ عنہن و عن اولاد
اولاد اولادکن (ملاحظہ ہو روضۃ الاحباب
صفحات ۳۷۴)

کیا اس قدر بالتفصیل شہادتوں کے بعد بھی جن کے لفظ لفظ سے حکم رسول ۔ فعل رسول اور عمل رسول کے متواتر اور متواتر مشاہدات سے گریہ و بکا کے جواز اور صحت کے کامل ثبوت ملنے پر اب بھی مسئلہ بکا علی الحسینؑ کے جائز اور مستحسن ہونے میں کسی شک و شبہہ کی گنجائش باقی رہ جاتی ہے؟ حق تو یہ ہے ہرگز باقی نہ رہنا چاہیئے ۔ اس لئے کہ محدث شیرازی کی مصدقہ عبارت سے، مردے پر رونا، رلوانا ۔ رونے کی تاکید کرنا ۔ رونے والوں کے حق میں آئندہ تین پشتوں تک رضائے و خوشنودیٔ پروردگار عالم کی دعا فرمانا یہ سب کچھ تو سرکار رسالت صلعم کے مخصوص حکم و نیز طرزِ عمل سے دکھلا اور بتلا دیا گیا ہے ۔ اور اب مزید کیا باقی رہ گیا ہے ۔ تاہم مزید اطمینان کے لئے اسی بحث میں رسول اللہ صلعم کے طرزِ عمل کے اور بھی واقعات درج ذیل کئے جاتے ہیں ۔

صحیح بخاری جلد اول (مطبوعہ مصر) کے صفحات ۱۵۰ پر مذکور ہے کہ :-

"آنحضرت صلعم اپنے فرزند ابراہیم پر رو رہے تھے کہ عبدالرحمٰن ابن عوف نے کہا آپ بھی روتے ہیں ! یا حضرت آپ تو خدا کے رسول ہیں ۔ اس کے جواب میں حضرت نے فرمایا کہ رونا رحم کی وجہ سے ہے ۔ پھر اس نے کہا اس بچۂ خاص پر رونا؟ آپ نے فرمایا اے عبدالرحمٰن آنکھ ضرور روئے گی اور دل رنجیدہ ہوگا ۔"

پس اس حدیث بخاری سے رونا اور بالعموم واقعات مصائب سے دل کا رنجیدہ ہونا ۔ دونوں ہی فطرت کے مخصوص عمل ثابت ہوتے ہیں ۔ جیسا کہ اگلی سطروں میں پیش کیا گیا ہے نیز صحیح بخاری کے اسی صفحہ ۱۵۰ پر باب البکاء علی المریض کے ضمن میں مرقوم ہے کہ :-

"آنحضرت صلعم مع اصحاب سعد ابن عبادہ کی عیادت کے لئے گئے ۔ ان کے گھر پر لوگوں کا انبوہ تھا حضرت نے سمجھا کہ شاید ان کا انتقال ہوگیا ہے ۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ابھی انتقال نہیں ہوا ہے آنحضرت صلعم نے رونا شروع کیا ۔ اور آپ کو دیکھ کر اصحاب بھی رونے لگے ۔"

علاوہ ازیں صحیح بخاری جلد اول صفحات ۱۴۷ پر تحریر ہے کہ :-

"انس کہتے ہیں کہ ہم دخترِ رسول صلعم کی رحلت[1] کے وقت حاضر تھے ۔ پیغمبر خدا قبر پر تشریف لائے آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری تھے ۔"

نیز صحیح نسائی جلد دوم صفحات ۲۸۶ میں ہے کہ :-

"ابوہریرہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلعم نے اپنی مادر گرامی کی قبر کی زیارت کی تو خود بھی روئے اور گرد بیٹھنے والوں کو بھی رولایا ۔"

(باقی آئندہ)

[1] یہ پیغمبر اسلام کی اپنی دختر نہ تھیں (رضا قاسم)

www.khwajalateefansari.com

علامہ حافظ کفایت حسین مرحوم کے جنازہ کا آنکھوں دیکھا حال

شیعہ قوم ایک بلند پایہ عالم دین سے ۵ محرم بمطابق ۴۔ اپریل شب ۹ بجکر دس منٹ پر محروم ہو گئی۔ حافظ صاحب کی گرانقدر خدمات شیعہ قوم کے لئے خصوصاً اور دوسروں کے لیے عموماً عظیم صدمہ کا باعث بنی رہی۔ شیعہ قوم کو ان کی وفات سے ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ ہر طبقہ خیال کے لوگوں میں حافظ صاحب کی جو مقبولیت تھی اُس کی جھلک اُن کے جنازہ کی تقریبات میں دیکھی جا سکتی ہے۔ لاہور سے باہر کے قارئین کے لئے مختصر الفاظ میں اس کا نقشہ کھینچا جاتا ہے۔

۵ محرم کی شب کو تمام عزاخانوں میں لوگ ذکرِ حسین سُن رہے تھے۔ جس جس عزاخانہ میں حافظ صاحب کی وفات کی خبر ملتی رہی۔ فوراً مومنین کو اطلاع کر دی گئی۔ اس طرح ساڑھے نو بجے سے ساڑھے گیارہ بجے شب تک مختلف عزاخانوں میں ہی مومنین کو اس المناک خبر سے آگاہی ہو گئی۔ دس بجے شب ریڈیو پاکستان سے بھی خبر نشر ہو گئی ۶ محرم کو صبح تک لاہور کے تمام مومنین کو ایک دوسرے سے اس کی اطلاع ہو گئی تھی۔ ۶ محرم کو دس بجے قبل دوپہر حافظ صاحب کے مکان سے جنازہ اٹھنا تھا۔ اُن کو کربلا گامے شاہ میں دفن کرنے کے لئے لے جانا تھا۔ اللہ اللہ حسینؑ کا یہ عزادار جو تمام زندگی غمِ حسین میں خود اور دوسروں کو رلاتا رہا۔ حسین کے ایّامِ غم میں ہی عالمِ بقا کو کوچ کر گیا بے شک عالم کی موت عالم کی موت ہوتی ہے۔ شیعہ و غیر شیعہ سب کی آنکھیں غمناک تھیں۔ ۶ محرم کی صبح کو حافظ صاحب کے مکان واقع نسبت روڈ پر مومنین کی آمد شروع ہو گئی۔ بیٹھنے کا انتظام نسبت روڈ سے ملحق لمبی سی گلی میں جس کے ایک سرے پر حافظ صاحب کا مکان ہے کیا گیا تھا ½ ۸ بجے صبح وہاں اس قدر لوگ جمع ہو گئے تھے کہ راستہ چلنا مشکل تھا۔ ہر طرف سے رونے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ کوئی آواز سے رو رہا تھا۔ کسی کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ حافظ صاحب کے لڑکے اور دیگر منتظمین انتظام میں مشغول تھے۔ حافظ صاحب کے عزیز بھی مختلف جگہوں سے آ رہے تھے۔ منظر کچھ ایسا تھا کہ جب کوئی حافظ صاحب کا عزیز یا اُن کا لڑکا صف ماتم پر آ کر بیٹھتا ہے اور اردگرد بیٹھنے والوں کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ حافظ کے عزیز ہیں ان کے دیکھنے سے حافظ صاحب کا تصور آ گیا۔ اور بے ساختہ رونے لگے۔ ساتھ مکان میں تعزیت کے لئے مستورات آ رہی تھیں۔ مستورات کے رونے کی آوازیں سب کو شدت سے رُلا رہی تھیں۔ محرم میں علماء کرام

بھی بہت سے لاہور میں موجود تھے جو صفِ ماتم پر بیٹھے
تھے۔ جن میں مفتی جعفر حسین، مولانا طیّب آغا نصیر
اجتہادی، میر تقی احسن موجود تھے۔ علمار کے مشورے
سے یہ طے پایا کہ چونکہ حسینؑ کے ایک عزادار کا جنازہ ہے
جو ساری زندگی عزاداری حسین میں مصروف رہا۔
اور آلِ محمدؐ کے علوم کو پھیلاتا رہا۔ اس کا جنازہ انہیں
راستوں سے لے جایا جائے جس راستہ سے شبیہ جنازہ
حضرت علیؑ گزرتا ہے۔ اور جنازہ اٹھنے سے پہلے حافظ
کی تقریر کا ریکارڈ سنایا جائے۔ گلی اہلبیت روڈ میں
لاؤڈ سپیکر لگا دیئے گئے تھے۔ ساڑھے نو بجے اس
تقریب کا آغاز ہوا۔ لوگوں کا جم غفیر تھا جدھر دیکھو آدمی
ہی آدمی نظر آ رہے تھے۔ ہر ایک کی آنکھوں میں آنسو
تھے۔ لوگ ایک دوسرے کو بھی دیکھ کر رو رہے تھے۔
کہ آج ہمارا عالم دین ہمیں چھوڑ گیا ہے۔ اب ہم اس کے
مواعظ حسنہ سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو گئے ہیں۔ تلاوت
کے بعد ایک مومن نے مسدس پڑھا جب اس کے منہ سے
یہ الفاظ نکلے "جب احمد مرسل نہ رہے۔ کون رہے گا"
تو جدھر آنکھ اٹھائیں لوگ پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے
اور اپنے سروں پر ہاتھ مار رہے تھے۔ اس کے بعد ٹیپ
ریکارڈ لگا یا گیا۔ یہ ریکارڈ بھی غالباً حافظ کی کسی محرم
کی تقریر کا تھا۔ اور مصائب اہلبیت کا بیان تھا۔ جب
ان کے پہلے الفاظ ریکارڈ سے نکلے ہیں "مومنین آج میں
خود بھی رونا چاہتا ہوں۔ اور آپ کو بھی رلانا چاہتا ہوں"
تو لوگ سر پیٹ پیٹ کر رو رہے تھے۔ دس پندرہ منٹ
ٹیپ ریکارڈ چلتا رہا۔ اور لوگوں کی یہی کیفیت

رہی جس میں رونے پیٹنے کی آوازیں ہی آ رہی تھیں۔
ٹھیک دس بجے جنازہ اٹھایا گیا۔ تمام علمار کرام، لیڈر،
امرار اور عوام پیچھے پیچھے جا رہے تھے۔ دور دور تک آدمی
ہی آدمی نظر آ رہے تھے۔ جنازہ چودہ معصومین کے نام
کے علموں کے زیر سایہ لے جایا جا رہا تھا۔ کربلا گامے
شاہ میں حافظ صاحب کی آخری آرام گاہ تیار ہو رہی تھی
لوگ جوق در جوق دیکھنے کے لئے آ رہے تھے۔ مستورات
کی تعداد بھی شمار سے باہر تھی۔ جلوس جنازہ آہستہ آہستہ
چلتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ راستہ میں لوگ ساتھ ساتھ
شامل ہو رہے تھے۔ مستورات مکانوں کی چھتوں اور
کھڑکیوں سے دیکھ دیکھ کر رو رہی تھیں اور پھول برسا
رہی تھیں۔ کندھا دینے کے لئے لوگ ایک دوسرے سے
آگے نکل رہے تھے۔ ہر شخص اس عالم دین کے جنازہ
کو کندھا دینے کی سعادت سے محروم نہ رہنا چاہتا تھا
جنازہ پر پھولوں کی بارش تمام راستہ ہو رہی تھی جدھر
گزرتا جاتا تھا تو راستوں پر پھول کی پتیاں بکھری ہوئی
عالم کے جنازہ کی شان ظاہر کر رہی تھیں۔ جنازہ کی
شان کو دیکھ کر عزاداروں کا تصور کربلا کے ریگزاروں
تک پہنچ رہا تھا۔ اور یہ تصور رلا رہا تھا۔ کہ اے حسینؑ
اے کائنات کے امام اے راکب دوشِ رسول۔
تیرے عزادار کے جنازہ کی یہ شان افسوس صد
افسوس تیرا جنازہ بے گور و کفن پڑا رہا۔ کاش ہم
ہوتے اور اپنی جانیں تجھ پر نچھاور کرتے۔ چار گھنٹے
بعد ٹھیک دو بجے جنازہ کربلا گامے شاہ کے سامنے
تھا۔ ہر طرف آدمیوں کا ہجوم تھا۔ کربلا گامے شاہ

www.khwajajaleelansari.com

کے باہر کے گیٹ سے لے کر اندر والے گیٹ تک ایک گلی نما راستہ ہے وہ لوگوں سے بھرا تھا گزرنا مشکل تھا۔ اندرونی گیٹ سے آگے احاطہ میں لوگ پہلے ہی ہزاروں کے حساب سے پہنچ چکے تھے۔ ہجوم کی یہ حالت دیکھ کر منتظمین نے کہا کہ جنازہ گول باغ لے جایا جائے۔

نماز جنازہ وہاں ادا ہو۔ ابھی چند قدم جنازہ گول باغ کی طرف بڑھا تھا کہ پھر ٹھہر گیا۔ پھر یہ معلوم ہوا کہ نماز جنازہ کربلا میں ہی ہوگی۔ جنازہ کو کربلا کے احاطہ میں لے جایا گیا۔ صحن ہر طرف ہجوم سے بھرا تھا۔ اندرونی گیٹ سے بیرونی گیٹ تک تنگ گلی میں بھی صفیں بنائی گئیں اندر بیرونی گیٹ سے باہر بھی نماز کے لئے صفیں بن گئی تھیں۔ لاوڈ سپیکر ہر طرف لگے تھے اور آواز ہر طرف بخوبی پہنچ رہی تھی۔ ہر طرف سے "درود بر آلِ محمد" اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ راجعون" کی آوازیں آرہی تھیں۔ نماز جنازہ مولانا مرتضےٰ حسین نے پڑھائی۔ قبر تیار تھی۔ قبر کے اردگرد ہزاروں آدمی تھے۔ ہر شخص قبر کو ایک نگاہ دیکھنے کے لئے دوسرے سے آگے بڑھ جانا چاہتا تھا۔ تین بجے سہ پہر کے قریب اس ہردلعزیز عالم دین کے جسم خاکی کو لحد میں رکھ گیا۔ اور ہزاروں سوگوار آہستہ آہستہ مجالس عزا کا رُخ کرنے لگے۔

(سید کوثر حسین جعفری)

خط وکتابت

صاف اور خوشخط لکھا کریں۔ خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

خلش پیراصحابی

کارسازِ ملّت

وجہ ظہور ہستیٔ اشیا حسینؑ ہے
اہلِ نظر کا مقصد و منشا حسینؑ ہے

نقشِ قدم حسینؑ کا ہے جادۂ عمل
سرکردۂ ہدایت عظمےٰ حسینؑ ہے

ذکرِ خدا میں محو تہِ تیغِ ظلم و جور
عشقِ خدا میں کامل و یکتا حسینؑ ہے

دُنیا میں جس نے دین کا ڈنکا بجا دیا
وہ کارسازِ ملتِ بیضا حسینؑ ہے

ہر غم زدہ کے غم کا مداوا غمِ حسینؑ
ہر دردمند دل کا سہارا حسینؑ ہے

اس کے ہی دم سے قوم نے پائی ہیں برکتیں
آموزگارِ فکرِ معلیٰ حسینؑ ہے

روحانیت کا ناز شرافت کا اعتبار
حقانیت کی آنکھ کا تارا حسینؑ ہے

اسلام ہے حسینؑ سے ایمان حسینؑ سے
روحِ نیاز و جانِ تولا حسینؑ ہے

رنگِ ولا پہ کیوں نہ خلش دل نثار ہو
رُوحِ روانِ بزمِ تمنا حسینؑ ہے

ممتاز مانیوی

فطرت کی سیہ پوشی

وہ شامِ غریباں کی مقتل میں سیہ پوشی — وہ یادِ شہیداں میں فطرت کی اَلم کوشی
وہ شورِ لبِ دریا موجوں میں تلاطم کا — وہ پیاس کے کشتوں پر اک عالمِ خاموشی
وہ غیرتِ ناکامی بہتے ہوئے دریا کی — وہ ساحلِ دریا سے امواج کی سرگوشی
وہ زلفِ سرِ شامِ صحرا کی پریشانی — وہ کالی بلاؤں کے سایوں کی بلاکوشی
وہ جلتے ہوئے خیمے وہ لوٹ وہ ہنگامہ — وہ سوزِ تپِ غم سے سجّاد کی بیہوشی
وہ بغض و عداوت کے شعلوں کی ستم خیزی — وہ ظلم کی آندھی وہ طوفانِ جفا کوشی
وہ آگ لگی دُنیا وہ کوکھ جلی رانڈیں — وہ تشنہ دہانوں کی بیتابیٔ غم کوشی
وہ گلشنِ زہرا کی تاراجی و پامالی — وہ دین فروشوں کی ایمان فراموشی
وہ سر لیسِ احساں پہ احساں شہِ دوراں کا — وہ دمبدم اُمّت کی احسان فراموشی
وہ تیر کے پانی سے بے شیر کی سیرابی — وہ مرگِ جوانی سے اکبر کی ہم آغوشی
وہ وعدۂ طفلی کا احساس گرانباری — وہ سجدے میں سر دیکر سرور کی سبکدوشی
وہ رن میں شہیدوں کی بےگور و کفن لاشیں — وہ ریگِ بیاباں سے لاشوں کی جسد پوشی
وہ بولتے قرآں کی آوازوں پہ آوازیں — وہ اُمّتِ بےحس کی بدبختی و بدہوشی
وہ سرورِ بیکس کی فریادِ دمِ آخر — وہ رن میں شہیدوں کی مجبوری و خاموشی

وہ گونجی ہوئی ہر سو ممتازؔ صدائے حق
وہ خلقتِ دُنیائے باطل کی گراں گوشی

سید افسر عباس زیدی ایم اے

خاصانِ الٰہی

عرش و فلک و انجم و مہر و مہ و ماہی — سب احمدِ مختار کی دیتے ہیں گواہی
آزاد حقیقت میں وہی ہے کہ جو خود پر — عائد کرے پابندیٔ احکامِ الٰہی
جذبات سے ہو جاتا ہے وابستہ عموماً — افکار کا اک سلسلۂ لامتناہی
دے سکتا نہیں مثلِ علی کوئی جہاں میں — حقانیتِ احمدِ مرسل کی گواہی
ہو جن میں نہاں نورِ خداوندِ تعالیٰ — کر جاتے ہیں وہ اپنی فقیری میں بھی شاہی
ہوتی نہیں سرزد غلطی ایک بھی اُن سے — جو لوگ ہوں منجملۂ خاصانِ الٰہی
باطل یونہی ہوتا ہے جدا شیوۂ حق سے — جس طرح ممیز ہو سفیدی سے سیاہی
منجملۂ اوصافِ رسولِ مدنی ہے — شائستہ دلی، گل بدنی، راستہ نگاہی
ہوتی ہے پسندیدۂ اربابِ بصیرت — وہ فکرِ سخن جس کے مقاصد ہوں رفاہی
ناری بھی جو ہو دل سے حسینی صفتِ حُر — ہو جاتا ہے وہ منزلِ فردوس کا راہی
پیکانِ قضا لگتا ہے آغوشِ پدر میں — اس طرح بھی میدان میں آتا ہے سپاہی

ڈالی جو نظر حادثۂ کرب و بلا پر
مظلوم کی ٹھوکر میں ملا افسرِ شاہی

سہیل بنارسی

سلام

کھلی ہوئی رہِ جنت تو ہے سبھی کے لئے
مگر سنورتی ہے جنت کسی کسی کے لئے

حسینؑ کی حق و باطل کے درمیاں کاوش
پیامِ عزم و صداقت ہے آدمی کے لئے

یہ انتخاب تھا بالغ نظر شہیدوں کا
شکست عارضی لی فتح دائمی کے لئے

حسینیت کا علم ہے نشانِ کون و مکاں
یزیدیت رہی آخر یزید ہی کے لئے

وفائے عہد میں خوں اپنا کر دیا پانی
گلا کٹا دیا عزت کی زندگی کے لئے

جدا زمانے سے تھا اس وفا کا ہر عنواں
بروئے کار تھا حق جنگِ آخری کیلئے

نمازِ عشق میں شہ رگ پہ جب چلا خنجر
وہیں فلک نے قدم جھک کے اس ولی کیلئے

بلند آگ کے شعلے نہیں تھے خیموں سے
جلی تھیں شمعیں اندھیرے میں روشنی کیلئے

لہو شہیدوں کا چھایا ہے سب فضاؤں پہ
بڑے مناظرِ رنگیں ہیں رہبری کیلئے

بلند ہو چکی اتنی حسینؑ کی منزل
کہ اب خدائی میں ہر چیز ہے اسی کیلئے

سہیل وقت کا حاصل ہے عصرِ عاشورہ
ازل سے وقف تھے شبیرؑ اس گھڑی کیلئے

ایک اہم اعلان

:- آئندہ سے امامیہ مشن پاکستان کی رکنیت کا چندہ اور مراعات کی تفصیل حسب ذیل ہوگی۔ سابقہ فارم وغیرہ منسوخ سمجھیں جائیں۔

نام رکن	فیس رکنیت	مراعات
۱- ممبر	پانچ (۵) روپے سالانہ رکنیت	ماہنامہ پیام عمل بمعہ تبلیغی کتابچے ایک سال کے لئے بلا قیمت ارسال کئے جائیں گے۔
۲ معاون	دس (۱۰) روپے سالانہ یکمشت	ماہنامہ پیام عمل بمعہ تبلیغی کتابچے ایک سال کے لئے بلا قیمت ارسال کئے جائیں گے۔ نوٹ :- معاون حضرات کے چندہ میں سے نادار اور مستحق افراد کے لئے رسالہ مفت جاری کیا جاتا ہے۔
۳- مربی (لائف ممبر)	یکصد روپیہ یکمشت یا قسط وار بشرطیکہ پہلی قسط بیس (۲۰) روپے کی ہو اور بقایا رقم ایک سال کے اندر ادا ہو۔	ماہنامہ پیام عمل بمعہ تبلیغی کتابچے تمام عمر بلا قیمت ارسال کئے جائیں گے۔ نوٹ :- اگر جزوی ادائیگی کے بعد بقایا رقم ادا نہ ہو تو وصول شدہ رقم کو فیس رکنیت بطور معاون تصور کیا جائیگا جس کی میعاد وصول شدہ رقم کے مطابق ہوگی۔
۴- سرپرست	:- پانچ سو (۵۰۰) روپے یکمشت یا قسط وار بشرطیکہ پہلی قسط یکصد (۱۰۰) روپیہ کی ہو اور بقایا رقم ایک سال کے اندر ادا ہو۔	ماہنامہ پیام عمل بمعہ تبلیغی کتابچے عمر بھر تک بلا قیمت ارسال کئے جائیں گے۔ علاوہ ازیں مکتبہ امامیہ کی تمام مطبوعات جو آئندہ شائع ہوں گی بلا قیمت و بلا طلب ارسال کی جائیں گی۔ مگر یہ استحقاق پوری فیس رکنیت کی ادائیگی کے بعد حاصل ہوگا۔ نوٹ :- اگر پہلی قسط کے بعد یا چند اقساط کے بعد بھی پوری فیس رکنیت ادا نہ ہو تو رکنیت بطور مربی تصور ہوگی۔

خاص رعایت :- امامیہ مشن کے تمام ارکان چندہ دہندگان کو مکتبہ امامیہ کی مطبوعات کی ایک جلد فی رکن بیس فیصدی رعایت پر مہیا کی جائیں گی۔

نوٹ ۱:- آئندہ سے لفظ "خصوصی" حذف کر دیا گیا ہے۔ "ممبر خصوصی" یا "معاون خصوصی" کی بجائے آئندہ صرف "ممبر" اور "معاون" کی اصطلاحیں استعمال ہوں گی۔

نوٹ ۲:- تفصیل چندہ اور مراعات کے متعلق تمام سابقہ مطبوعہ فارم اور اعلان منسوخ سمجھے جائیں۔

(خواجہ) حبیب علی

اپریل ۱۹۶۸ء

مینجنگ ٹرسٹی امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ لاہور

www.khwajalateefansari.com

چند علمی شہ پارے

سیّد حشمت حسین صاحب جعفری ایڈووکیٹ حیدرآباد اصطلاحی زبان میں مولوی نہ ہونے کے باوجود متین و شگفتہ نگار فاضل اہلِ نظر و فکر ہیں وسیع النظری کے ساتھ قلم اس قدر متوازی و مدلّل ہے۔ کہ غیر شیعہ علمی حلقوں کے اہلِ نظر بھی داد و تحسین دے رہے ہیں۔ چنانچہ ماہنامہ فاران کراچی اپریل ۱۹۶۸ء میں اس کے فاضل مدیر حضرت ماہر القادری مدظلہ جعفری صاحب کی تصنیف "دین آباء النبی" پر تبصرہ فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

رسول اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین حضور کے چچا حضرت ابوطالب اور دادا جناب عبدالمطلب کافر تھے یا مسلمان؟ اس موضوع پر اس کتاب میں بحث کی گئی ہے۔ فاضل مصنّف ان بزرگوں کو موحد اور مومن سمجھتے ہیں اور اس کی تائید میں انہوں نے عقلی اور نقلی دلیلیں پیش کی ہیں۔ اور بڑی تحقیق سے کام لیا ہے۔

مندرجہ بالا بزرگوں کے بارے میں اکابر علماء دو رائیں رکھتے ہیں — جس کسی کا ان کے صاحب ایمان اور موحد ہونے پر ایمان ہے۔ اس کا موقف پسندیدہ ہے۔ ...... بہرحال تمام اُمت ان بزرگوں کو قابل احترام سمجھتی ہے اور سمجھنا چاہیئے۔ جناب سیّد حشمت حسین نے کوئی شک نہیں۔ اس مسئلہ پر بڑی تحقیق کی ہے۔ ان کی کتاب اہلِ نظر کو دعوت غور و فکر دیتی ہے۔

عالی قدر سیّد حشمت حسین صاحب جعفری ایڈووکیٹ علیگ نے مدحِ آلِ محمد کی بڑی عمدگی سے دکالت کرتے ہوئے مفصلہ ذیل کتب تصنیف فرمائی ہیں۔ جن کا مطالعہ اور آپ کی ذاتی لائبریری کا جزو ہونا۔ آپ یقیناً پسند فرمائیں گے کتابت۔ طباعت اور گیٹ اپ میں جعفری صاحب نے سلجھے ہوئے ذوق کا ثبوت دیا ہے۔ ابھی فرصت میں حاصل فرمانے کے لئے آرڈر دیں۔ قیمتیں درج ذیل ہیں۔

دین آباء النبیؐ	ضخامت ۲۱۶ صفحات	قیمت	۲٫۵۰ روپے
عصمت رسول	" ۲۷۲ صفحات	"	۳٫۰۰ "

اگر رسول معصوم نہیں تو تمام دین مشکوک ہو جاتا ہے۔ رسول سے اجتہادی غلطیوں کا ہونا غیر اسلامی نظریہ ہے۔ اور غیر مسلموں کا نیا کُن حربہ۔ بعض آیات قرآنی کی غلط تاویل کا بطلان عالمانہ طور پر کیا گیا ہے۔ جا بجا بریلوی صاحب اور مولانا مودودی صاحب کی تحریروں کو پیش کیا گیا ہے۔ اپنے موضوع پر بڑی قابل قدر کتاب ہے۔

شیعہ محمدؐ۔ اتحاد بین المسلمین کی کامیاب کوشش قرآن کی رُو سے شیعہ کا کیا مقام ہے۔
ضخامت ۸۰ صفحات　قیمت ایک روپیہ

شہاب ثاقب :۔ ڈاکٹر احمد امین مصری نے سات اعتراض کئے ہیں۔ ان کا مدلل و مسکت جواب دے کر ثابت کیا ہے۔ کہ تمام اعتراضات بودے اور کھوکھلے ہیں۔ علمی حیثیت سے جن کا کوئی وزن نہیں نہج البلاغہ یقیناً جناب امیر علیہ السلام کا کلام ہے۔

ضخامت ۹۶ صفحات قیمت ۱؍۲۵ محصول ڈاک بذمہ خریدار

سرفراز خاتم النبیین نمبر :۔ چودہ سو سالہ جشن بعثت کی رعایت سے ہفت روزہ سرفراز "لکھنؤ (انڈیا) نے بے مثل خاتم النبیین نمبر شائع کیا ہے۔ جو مذہبی صحافت میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔

ضخامت ۶۸۵ صفحات طباعت عمدہ قیمت ۸/۔ روپے علاوہ محصول ڈاک

نشان عزا :۔ جدید نوحہ جات کا یہ مجموعہ محترمہ منور سلطانہ لکھنوی کی تصنیف ہے۔ اور انجمن شعرائے اہل بیت پاکستان لاہور نے اس کی ترتیب و تہذیب کی ہے۔ یہ نوحے اپنی ادبی شان اور عزائی حیثیت کے لئے اپنا جواب نہیں رکھتے۔ نوحہ خوانی کی انجمنوں کے لئے یہ مجموعہ ایک نادر تحفہ ہے۔

صفحات ۱۰۰ قیمت ۱/۔ روپے علاوہ محصول ڈاک

ذخیرۃ المجالس :۔ درگاہ نجف الہند جوگی پورہ (انڈیا) کے سالانہ جلسوں میں علمائے اعلام اور مجتہدین عظام کی پڑھی ہوئی مقبول چودہ مجالس کا یہ بہترین مجموعہ مبتدیوں اور مقرر حضرات کے لئے یکساں مفید ہے۔

ضخامت ۱۴۴ صفحات کتابت و طباعت معیاری قیمت ۲؍۲۵ روپے علاوہ محصول ڈاک

ھدیۂ طیب :۔ یہ کتاب امیر الحاج السید لقاء علی النقوی امروہوی ایم اے علیگ کی تصنیف ہے۔ اس میں مصنف اور مہتمم دار العلوم دیوبند قاری محمد طیب صاحب کے مابین شرف صحابیت کے متعلق عالمانہ خط و کتابت کی پوری تفصیل بطور مقدمہ شامل ہے۔ اور دور صحابہ کے واقعات بعنوان نعرہ مستانہ مسلسل نظم کی شکل میں شامل ہیں۔ ہر صفحہ پر تشریحی نوٹ تحریر ہیں۔ شائقین مناظرہ کے لئے یہ کتاب بہترین تحفہ ہے۔

ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت ۲؍۷۵ روپے علاوہ محصول ڈاک

احسن العقائد :۔ یہ کتاب علامہ حلی علیہ الرحمۃ کی تصنیف شرح باب حادی عشر کا اردو ترجمہ ہے۔ اس کے مترجم جناب السید محمد قاسم زیدی پرنسپل مشارع العلوم حیدرآباد ہیں۔ اس کتاب میں اصول دین پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ یہ بلند پایہ علمی کتاب آپ کو بہت سی کتابوں سے بے نیاز کر دے گی۔ طباعت عمدہ

ضخامت ۴۹۳ صفحات۔ قیمت قسم اول ۶/۔ قسم دوم ۴/۵۰ روپے علاوہ محصول ڈاک

مندرجہ بالا کتب کے علاوہ ہر قسم کی مذہبی کتب کے لئے پتہ ذیل پر فرمائش کیجئے۔

مکتبہ امامیہ پوسٹ بکس ۴۸۵ اکرم روڈ پاک نگر لاہور

دین اسلام آپ کو نصرت کیلئے پکارتا ہے

امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ

شیعان پاکستان کا واحد ملک گیر تبلیغی ادارہ ہے جو گذشتہ ۱۳ سال سے مسلسل مصروف جہاد ہے

ہم اپیل کرتے ہیں کہ آپ بھی اس کثیر الفوائد مشن کے ساتھ عملی تعاون فرماتے ہوئے اس کی ممبرشپ کی سعادت سے سرفراز ہوں اور دینی تبلیغ میں حصہ دار بن جائیں۔ آج الحاد اور بے دینی کے اس پر آشوب دور میں مومنین پر ہمیشہ سے کچھ زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے جس کا تقاضا ہے کہ ترویج دین، اعلائے کلمۃ الحق اور شعائر مذہبی کے فروغ کے لئے ہمہ تن متوجہ ہو کر ہر قسم کی قربانی فراخدلی سے کریں۔ شیطان مالی قربانی کے ارادہ پر مفلس ہو جانے کا خوف دلاتا ہے۔ لیکن اللہ انفاق فی سبیل اللہ کو مال و دولت اور خوشحالی اور حفظ و امان کی ضمانت قرار دیتا ہے۔ اسی کشمکش میں وہ وقت آتا ہے جبکہ مومن شیطان کی دھمکی کو لغو قرار دیتے ہوئے اللہ کے وعدہ پر عملی یقین کے ساتھ قربانی کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

امامیہ مشن کی مذہبی خدمات کی ایک سرسری جھلک

- ۲۰۸ تبلیغی کتابچے مختلف موضوعات پر لاکھوں کی تعداد میں اشاعت پذیر ہو چکے ہیں۔
- اردو کے علاوہ انگریزی، گجراتی، سندھی، بنگالی اور پشتو زبان میں بھی یہ لٹریچر شائع ہوتا ہے۔
- ۳۰ ضخیم مذہبی کتب شائع کی جا چکی ہیں۔
- مشن کے تربیت یافتہ مبلغین بلا معاوضہ تبلیغ دین کا فریضہ ادا کرتے ہیں۔
- تشکیل سیرت و تعمیر کردار کے لئے ہر اتوار کو ہفتہ وار ایک مقدس اجتماع امام بارہ خواجگان نارووالی میں منعقد ہوتا ہے۔ اب تک ۵۰۰ اجتماعات ہو چکے ہیں۔
- پاکستان کے علاوہ غیر ممالک میں بھی لٹریچر جاتا ہے۔
- شعبہ شادی بھی بیش بہا خدمات سرانجام دے رہا ہے آج تک ۱۵۰ شادیاں کرائی جا چکی ہیں۔
- مجلس و جلوس میں مفت تقسیم کے لئے تبلیغی کتابچے نصف قیمت پر مہیا کئے جاتے ہیں۔
- پیام عمل مشن کا ماہانہ آرگن ہے جس کے ہر شمارہ میں پر مغز، مفید اور اصلاحی مضامین، تحقیقی مقالے، تاریخی

مضامین - فضائل محمد و اہلبیت محمدؐ - دینی سوالات کے جواب، قصائد و سلام مرثیہ و نوحہ پر معیاری منظومات مفید اور دلچسپ اداریے، سنجیدہ تنقیدیں - قومی تحریکوں کے حالات، ارشادات، معصومینؑ عمل کا پیغام اور مشن کے ساتھ مومنین کی رفتار تعاون وغیرہ اشاعت پذیر ہوتے ہیں۔

مذکورہ بالا کثیر المصارف پروگرام مومنین کے عملی تعاون سے سرانجام پاتا ہے جس پر ہزاروں نہیں لاکھوں روپے کے اخراجات کی ضرورت ہے۔

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ ملت جعفریہ نے اپنے اس مفید، فعال اور محبوب ادارہ کے ساتھ ہمیشہ بھرپور تعاون کیا ہے۔ چنانچہ اس کی ممبرشپ کی موجودہ پوزیشن یہ ہے۔

ممبران سرپرست	= 60	ممبران مربی	= 500 سے زائد
معاونین خصوصی	= 100 سے زائد	ممبران خصوصی	= 1000 سے زائد

کیا آپ کا اسم گرامی اس تعداد میں شامل ہے؟ اگر نہیں تو کیا آپ اس کار خیر و برکت میں حصہ دار بن کر سعادت دارین حاصل کرنے سے خدانخواستہ محروم رہیں گے؟

آج ہی کم از کم 15 یا 5 روپے کے خود ممبر بن جائیے۔ لٹریچر آپ کی خدمت میں بلا طلب پہنچتا رہے گا۔ اوروں کو ممبر بنائیے۔ مذہبی کتابوں کا آرڈر دیجئے۔ خمس سہم امام کی رقوم بھجوائیے جس کے لئے حجۃ الاسلام سرکار محسن الحکم مدظلہ نے ایک لاکھ تک کا اجازہ مرحمت فرما رکھا ہے۔

حقوق و فرائض ممبران

نام رکنیت مشن	فیس رکنیت
سرپرست	500/- روپے زندگی بھر کے لئے
مربی مشن	100/- " زندگی بھر کے لئے
معاون خصوصی	15/- " سالانہ
ممبر خصوصی	5/- " سالانہ

ماہنامہ پیام عمل اور تبلیغی کتابچے نیز مکتبہ کی ضخیم کتب پر ۲۰ فیصدی رعایت تمام ممبران کو ملے گی۔ سرپرست حضرات کو مکمل ادائیگی کے بعد دوران ممبری شائع ہونے والی ضخیم کتب مکتبہ بھی بلاقیمت و بلاطلب پیش کی جاتی ہیں۔

آپ کے مؤثر عملی تعاون کا سپاس گزار

(الحاج خواجہ) حبیب علی پی سی ایس ڈپٹی سیکرٹری فائنینس حکومت پاکستان ریٹائرڈ

مارچ ۱۹۶۸ء

لائبریرین حضرات توجہ فرمائیں

سالہا سال سے اکثر لائبریریوں کے نام امامیہ مشن پاکستان کا ماہانہ آرگن "پیام عمل" مسلسل جارہا ہے۔ ایسی تمام لائبریریوں کے انچارج یا ذمہ دار حضرات کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ زیر دستخطی کو حسب ذیل اطلاع جلد از جلد دے کر متشکر فرمادیں۔

۱۔ ماہنامہ پیام عمل بمعہ ضمیمہ / بغیر ضمیمہ ہر ماہ آپ کو مسلسل ملتا ہے یا نہیں۔

۲۔ پیام عمل کے مندرجات سے آپ کے قارئین کس حد تک دلچسپی لیتے ہیں۔

۳۔ اس کو زیادہ دلچسپ بنانے کے لئے آپ کیا تجویز کرتے ہیں۔

(الحاج خواجہ) حبیب علی مینجنگ ٹرسٹی امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ لاہور۔

امامیہ مشن کے فارم رکنیت

سابقہ طبع شدہ فارم رکنیت منسوخ سمجھے جائیں جن ڈکل سیکرٹری صاحبان کے پاس مذکورہ بالا فارم موجود ہوں۔ وہ دفتر کو واپس کردیں۔ یا ان کو تلف کردیں فارم پُر کرنا رُکن بننے کے لئے ضروری نہیں ہے چندہ رکنیت بھجوانا کافی ہے۔

دعائے صحت

اخبار سرفراز لکھنؤ سے معلوم ہوا ہے کہ عالی مرتبت جناب ڈاکٹر سید اعجاز حسین صاحب جعفری پی۔ ایچ۔ ڈی (لندن) سابق متولی وقف ہگی رکشا کے حادثہ میں شدید زخمی ہوگئے اور ڈھاکہ ہسپتال میں داخل ہیں۔ ڈیڑھ ماہ سے صاحب فراش ہیں ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے قارئین پیام عمل دل و جان سے دعا فرمادیں۔ موصوف امامیہ مشن پاکستان کے شیدائی ہیں۔ اور مشرقی پاکستان میں شیعیت کے بطل باوقار ہیں (ادارہ)

طلب فرمائیں

۱۔ نگینہ مطابق ستارہ، عقیق ہر قسم، دُرِ نجف، موئے نجف، فیروزہ، سنگ سیاہ، جیلم وغیرہ مناسب قیمت پر طلب فرمائیں۔

۲۔ ہر جائز امور کے لئے تعویذات، ادعیہ نادرہ واسم جلالہ مطابق اعداد نام کے تعین کا ہدیہ تین روپے۔

۳۔ نومولود کا نام مطابق برج ستارہ مع حالات زندگی وغیرہ کا تعین فیس تین روپے بذریعہ علم الجفر در مل متعلم کے امتحان کا نتیجہ معلوم کرانے کی فیس تین روپے خواہشمند حضرات کا نام مع والدہ یا تاریخ پیدائش سن عیسوی اور بابت طلب امور کے لئے جوابی لفافہ آنا ضروری ہے اس پتہ پر رجوع فرمائیں۔

جی۔ ایچ کاظمی بستی زنگپورہ ڈاکخانہ جمال الدین والی
تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان

ضرورت رشتہ

ایک شیعہ اثنا عشری میٹرک ایس وی برسر روزگار امور خانہ داری سے واقف دوشیزہ لڑکی کے لئے شریف تعلیم یافتہ برسر روزگار شیعہ اثنا عشری کنوارا لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ راولپنڈی اور لاہور کے رشتوں کو ترجیح دی جائے گی۔ رابطہ قائم کرنے کا پتہ م۔ ل معرفت پوسٹ ماسٹر گریسی لائنز چک لالہ راولپنڈی

فہرست ممبران و معاونین مشن

جن حضرات کا سالانہ چندہ دورانِ ماہ اپریل ۱۹۷۸ء موصول ہوا اور رسیدات دفتر سے جاری نہیں کی گئیں۔ حسب ذیل ہے۔

۱۔ نیاز محمد رسال پور ممبری ۶۶۴
۲۔ عصوان علی کراچی " ۳۲۳۵
۳۔ مستری ملازم حسین جھنگ " ۶۲۹۵
۴۔ محمد شاہ سلطان استور " ۷۷۶۰
۵۔ چوہدری علی احمد ساہیوال " ۸۴۸۹
۶۔ مستری محمد رمضان جھنگ " ۸۵۴۲
۷۔ سید مظاہر حسین بہاول نگر " ۱۰۸۵۸
۸۔ ایس ایم ایچ رضوی راولپنڈی " ۱۱۱۹۸
۹۔ سید عامر حسین ملتان " ۱۱۴۰۹
۱۰۔ نذر حسین شاہ کراچی " ۱۱۷۵۷
۱۱۔ نائیک کرامت حسین جہلم " ۱۲۵۱۳
۱۲۔ ایچ ڈبلیو حیدری حسن ابدال " ۱۱۶۱۴
۱۳۔ غلام مرتضیٰ حسن ابدال " ۱۲۶۲۰
۱۴۔ عدالت علی " " ۱۲۶۶۶
۱۵۔ محمد بخش اعوان رحیم یار خاں " ۱۳۳۷۸
۱۶۔ سید شفقت علی شاہ ساہیوال " ۱۳۴۰۰
۱۷۔ ملک اشرف خاں کیمبل پور " ۷۶۹۳
۱۸۔ سید ذاکر حسین عابدی راولپنڈی " ۱۲۵۷۲
۱۹۔ سید رمضان علی کراچی " ۱۸۴۲
۲۰۔ حوالدار عجائب علی شاہ سیالکوٹ " ۱۲۷۸۴
۲۱۔ میجر سید مصطفےٰ جعفری " " ۱۵۳۵
۲۲۔ سید محبوب حسین مظفر گڑھ ممبری ۱۷۰۹
۲۳۔ سید منظور عباس جعفری شیخوپورہ " ۳۵۵۳
۲۴۔ فرمان علی لدا ہائی " ۳۸۶
۲۵۔ ملک فیروزالدین جھنگ " ۴۴۳۱
۲۶۔ سید متفضل عباس عابدی کراچی " ۷۱۲۶
۲۷۔ سید صابر حسین شاہ کوٹلی آزاد کشمیر " ۷۲۹۹
۲۸۔ پیر فدا حسین گجرات " ۷۲۳۷
۲۹۔ مس رضیہ فاطمہ لائلپور " ۷۸۵۵
۳۰۔ سید محمد حسین شاہ میانوالی " ۸۰۶۲
۳۱۔ منصب علی کلرک پاراچنار " ۸۰۸۹
۳۲۔ سید غلام قاسم عابدی حیدرآباد " ۱۰۶۰۴
۳۳۔ منظر علی کوہاٹ " ۵۹۵۶
۳۴۔ عبدالحسین کوہاٹ " ۱۲۱۵۲
۳۵۔ محترمہ تسنیم فرحت کراچی " ۱۳۲۹۱
۳۶۔ سید اکرام حسین خیرپور " ۹۳۲
۳۷۔ رحمت حسین چترال " ۳۲۷۷
۳۸۔ سید نور حسین " " ۱۳۲۷۶
۳۹۔ سید بخشش علی میرپور خاص " ۲۰۵۱
۴۰۔ محمد حسین پشاور " ۹۹۸۳
۴۱۔ سید محمد سبطین کاظمی لائلپور " ۸۸۰۹
۴۲۔ سوداگر خاں جہلم " ۴۴۸۳

۴۳ - سید عاشق حسین	سیالکوٹ	ممبری	۸۰۳۵
۴۴ - سید نذیر حسین شاہ	ساہیوال	"	۵۹۸۷
۴۵ - سید فیاض حسین کاظمی	راولپنڈی	"	۴۱
۴۶ - سید شاکر حسین رضوی	سیالکوٹ	"	۱۱۶۴۷
۴۷ - ماسٹر عبدالغفور	کراچی	"	۸۳۳۶
۴۸ - سجاد حسین	"	"	۱۰۷۰۸
۴۹ - سید محمد حسن شاہ	جہلم	"	۹۵۷۷
۵۰ - ظریف خاں	ملتان	"	۱۲۰۱۲
۵۱ - سید ظہیر احسن	لاہور	"	۱۰۵۰۶
۵۲ - نائب صوبیدار صابر حسین شاہ	جھنگ کیمپ	"	۹۰۰۷
۵۳ - سید افتخار حسین زیدی	کراچی	"	۶۰۳۶
۵۴ - صوبیدار غلام اکبر	سیالکوٹ	"	۱۲۳۳۸
۵۵ - ملک شیر خاں نمبردار	کیمبلپور	"	نامعلوم
۵۶ - غلام علی رشید	کراچی	"	۱۲۶۶۵
۵۷ - ملازم حسین سالک جعفری	جھنگ	"	۳۵۳
۵۸ - اللہ داد خاں	ڈیرہ غازیخاں	"	۳۶۳۰
۵۹ - سید عالم علی سافر	شیخوپورہ	"	۶۵۹
۶۰ - تصور حسین خاں	لاہور	"	۶۷۲
۶۱ - طفیل محمد	ساہیوال	"	۷۲۱
۶۲ - رحمت علی چیٹھہ	رسالپور	"	۷۸۳
۶۳ - سید ابن علی نقوی	مظفر گڑھ	"	۱۲۰۰
۶۴ - سید دلاور حسین رضوی	ملتان	"	۱۲۱۷
۶۵ - سید مظفر حسین زیدی	سرگودھا	"	۱۲۴۰
۶۶ - سید ممتاز حسین گردیزی	راولپنڈی	"	۲۴۹۲
۶۷ - اقبال احمد جعفری	شیخوپورہ	"	۳۶۴۷
۶۸ - سید احمد اینڈ سنز	حیدرآباد	ممبری	۳۸۸۶
۶۹ - عبدالعلی	میانوالی	"	۵۰۹۷
۷۰ - حکیم منور حسین عسکری	جھنگ	"	۵۴۱۴
۷۱ - نائیک خاں بیگ	ملتان	"	۶۷۰۸
۷۲ - حوالدار سید انیس الحسنین جعفری	کراچی	"	۷۹۹۱
۷۳ - بابو حسین علی	پاراچنار	"	۹۳۰۲
۷۴ - سید جعفر علی شاہ	چاغی	"	۹۴۲۷
۷۵ - سید شاہد اعجاز ہمدانی	راولپنڈی	"	۱۰۲۱۲
۷۶ - سید عترت حسین کاظمی	لاہور	"	۱۰۰۵۸
۷۷ - علی مدد ٹیچر	ہنزہ سٹیٹ	"	۱۱۷۸۷
۷۸ - احمد بخش	میرپور آزاد کشمیر	"	۱۱۰۹۳
۷۹ - نمبردار رحم علی کیانی	راولپنڈی	"	۱۱۵۰۳
۸۰ - محمد علی	پشاور	"	۱۲۰۸۷
۸۱ - نائب صوبیدار شہ نواز	دومیل آزاد کشمیر	"	۱۲۰۹۱
۸۲ - غضنفر حسین جعفری	سکھر	"	۱۲۳۵۴
۸۳ - عبدالحمید کھوکھر	لاہور	"	۱۲۶۴۷
۸۴ - حوالدار فضل حسین بنگش	پشاور	"	۱۲۶۵۴
۸۵ - مستری محمد انور	شارگ	"	۱۲۲۱۹
۸۶ - حوالدار نور حسین	سیالکوٹ	"	۱۲۷۸۳
۸۷ - سید عظمت علی شاہ	شیخوپورہ	"	۱۳۳۲۰
۸۸ - سید مزمل حسین شاہ	لاہور	"	۱۳۳۴۲
۸۹ - نعیم عباس	راولپنڈی	"	۱۳۳۵۲
۹۰ - محمد اسماعیل خاں	سکھر	"	۱۳۳۷۴
۹۱ - سید ساجد حسین زیدی	سرگودھا	"	۱۳۳۹۰
۹۲ - سید صمصام علی رضوی	اوکاڑہ	"	۱۶۰۴

۹۳ - نائب صوبیدار سید حیات شاہ راولپنڈی مبری ۲۸۴۸/-
۹۴ - سید شاکر حسین بخاری مظفر گڑھ ” ۴۲۹۳/-
۹۵ - سید اصغر حسین زیدی خیرپور ” ۶۵۱۷/-
۹۶ - ” مظفر حسین جعفری کلپشاور ” ۷۲۴۳/-
۹۷ - ” محسن علی شاہ رحیم یار خاں ” ۷۴۷۳/-
۹۸ - ” محمد اظہر کراچی ” ۸۴۴۶/-
۹۹ - ” شمیم کاظم نقوی واہ کینٹ ” ۹۱۳۹/-
۱۰۰ - ” الطاف حسین گوجرانوالہ ” ۹۷۰۹/-
۱۰۱ - ” ممتاز حسین ” ” ۹۷۱۵/-
۱۰۲ - مرزا ظفر مہدی ہزارہ ” ۱۰۶۰۸/-
۱۰۳ - حیدر حسین بنگش کھاریاں کینٹ ” ۱۰۸۱۴/-
۱۰۴ - شیر خاں جیکب آباد ” ۱۱۳۲۵/-
۱۰۵ - سیّد ناصر رضا راولپنڈی ” ۱۱۶۷۷/-
۱۰۶ - شریف حسین پارا چنار ” ۱۱۸۶۸/-
۱۰۷ - سیّد حبیب احمد جعفری میانوالی ” ۱۲۳۴۲/-
۱۰۸ - محمد صغیر لاہور ” ۱۲۳۵۹/-
۱۰۹ - سیّد ذوالفقار علی شاہ کراچی ” ۱۲۶۸۶/-
۱۱۰ - ” اصغر حسین کوہاٹ ” ۱۲۸۳۸/-
۱۱۱ - ” مقصود علی رضوی ملتان ” ۱۲۹۶۶/-
۱۱۲ - محترمہ مس اقبال رضوی گوجرانوالہ ” ۱۳۲۷۲/-
۱۱۳ - عباس رضا راولپنڈی ” ۱۲۵۰۶/-
۱۱۴ - بیگم الیقیب احمد کراچی ” ۱۲۵۳۰/-
۱۱۵ - سید علی اختر جعفری ملتان کینٹ ” ۱۳۲۷۰/-
۱۱۶ - بابر حسین گوجرانوالہ ” ۱۳۲۸۸/-
۱۱۷ - ایم طالب حسین جعفری گجرات ” ۱۳۲۹۶/-
۱۱۸ - نوشاد علی خاں سکھر ” ۱۳۲۹۹/-
۱۱۹ - نائب صوبیدار محمد اکبر خاں راولپنڈی ” ۱۴۲۱/-

۱۲۰ - سید ارشد حسین نقوی کراچی مبری ۲۱۷۸/-
۱۲۱ - غلام سخی کوئٹہ ” ۳۶۶۶/-
۱۲۲ - ملک شریف حسین مکران ” ۴۱۲۴/-
۱۲۳ - غلام عباس مظفر گڑھ ” ۵۱۹۸/-
۱۲۴ - سیّد فدا حسین شاہ ہزارہ ” ۵۸۰۴/-
۱۲۵ - سیّد منظور حسین اختر ملتان ” ۶۴۶۸/-
۱۲۶ - محمد جنان کلرک بنوں ” ۶۵۹۲/-
۱۲۷ - غلام حسن سرگودھا ” ۶۶۱۳/-
۱۲۸ - گل محمد ملک ” ” ۱۱۹۷۶/-
۱۲۹ - غلام قنبر جعفری میانوالی ” ۷۱۹۴/-
۱۳۰ - حکیم سید مشیر حسین شاہ ملتان ” ۷۷۱۵/-
۱۳۱ - سیّد ناظر عباس کاظمی کراچی ” ۹۰۴۵/-
۱۳۲ - اشفاق حسین بلوچ حیدرآباد ” ۹۰۸۰/-
۱۳۳ - ایم ایس بھٹی کیمبلپور ” ۹۴۱۳/-
۱۳۴ - امیر حسین گل ملتان ” ۹۷۰۰/-
۱۳۵ - سید خورشید حسین عابدی راولپنڈی ” ۰۵۳۲/-
۱۳۶ - سیّد لیاقت حسین رضوی واہ کینٹ ” ۱۰۶۸۱/-
۱۳۷ - سید غلام حسین زیدی کراچی ” ۱۰۵۱۰/-
۱۳۸ - محمد سرور جعفری واہ کینٹ ” ۲۰۳۹/-
۱۳۹ - سیّد علی تراب کوئٹہ کینٹ ” ۲۰۵۶/-
۱۴۰ - محمد ایاز جعفری بنوں ” ۲۰۶۴/-
۱۴۱ - محمد مبارک علی جعفری مظفر گڑھ ” ۲۸۲۷/-
۱۴۲ - سیّد مہربان حسین نقوی راولپنڈی ” ۵۲۳/-
۱۴۳ - سیّد قمر عباس بہاولپور ” ۱۱۵۴/-
۱۴۴ - سیّد حشمت علی شاہ ٹانک ” ۱۱۲۱۴/-
۱۴۵ - ڈاکٹر سیّد سید علی شاہ سکھر ” ۱۴۳۸/-
۱۴۶ - جمعدار نوازحسین کوہاٹ ” ۹۵۸/-
۱۴۷ - نذر حسین کلرک ” ” ۲۶۴/-

توسیع رکنیت کا زرّیں سلسلہ

مندرجہ ذیل حضرات نے ایک ایک ممبر بنایا

۱۔ شیخ خادم حسین لاہور۔
۲۔ محمد ایاز جعفری وزیرستان
۳۔ سید ظہیر احسن لاہور
۴۔ مرزا فرخام حسین لالہ موسیٰ
۵۔ غلام شبیر جھنگ
۶۔ سلطان حسین شاہ جہلم
۷۔ مرزا نور حسین خاں
۸۔ آفتاب حیدر کراچی۔
۹۔ منظور احمد لسبیلہ۔
۱۰۔ حکیم عباس حسین رضوی سکھر۔
۱۱۔ احمد حسین مردان۔
۱۲۔ ایم ایم موسانی کراچی۔
۱۳۔ کاظم علی کلرک
۱۴۔ مرزا نور حسن کرم ایجنسی
۱۵۔ سیّد مختار حسین کاظمی جہلم
۱۶۔ سید بشارت حسین نقوی جھنگ
۱۷۔ مولوی سیّد محمد شاہ سرگودھا
۱۸۔ محمد صابر راولپنڈی۔
۱۹۔ سید احمد رضا نقوی سیالکوٹ
۲۰۔ ملک حسین علی خاں ہزارہ
۲۱۔ رانا شرافت علی خاں میانوالی
۲۲۔ سید منظور حسین شاہ لوکل سیکرٹری لاہور۔

مندرجہ ذیل حضرات نے دو دو ممبر بنائے۔

۱۔ زائر حسین کراچی
۲۔ سید محمد سرور کاظمی کلرک مشن
۳۔ ابرار حسین شیخ لاہور ڈاکٹر انیس پارٹی کراچی، مرزا عباس علی بیگ حیدرآباد

اعلان خاص

جملہ ممبران چندہ دہندگان مطلع رہیں

اب تک دفتر امامیہ مشن کا طریق کار یہ رہا ہے۔ کہ تمام رقومات وصول ہونے پر مطبوعہ رسیدات جاری کی جاتی تھیں۔ اگرچہ یہ طریقہ قاعدہ کی رُو سے درست تھا۔ لیکن اس میں اکثر ایسا ہوتا رہا ہے۔ کہ رسیدات ڈاک میں گم ہو گئیں اور اس طرح خط و کتابت کا یہ سلسلہ جاری ہو گیا۔ اس لئے اب یہ طے پایا ہے۔ کہ آئندہ ماہ اپریل ۱۹۶۸ء سے ممبران خصوصی و معاونین خصوصی کے سالانہ چندہ جات کی وصولی کا اعلان بذریعہ "پیام عمل" ہوا کرے گا۔ اس طرح سے مشن بھی زیر باری سے بچ جائے گا۔ اور سب حضرات مطمئن بھی ہو جائیں گے۔ البتہ اگر کوئی صاحب لازماً مطبوعہ رسید ہی طلب فرمانا ضروری سمجھیں تو رقم بھیجتے وقت منی آرڈر کوپن پر اس امر کی وضاحت فرما دیا کریں۔ تو اس کی تعمیل کر دی جائے گی۔ ماسوائے ممبران خصوصی و معاونین خصوصی کے باقی تمام وصول شدہ رقومات کی رسیدات حسب سابق جاری کی جایا کریں گی والسلام

مینجنگ ٹرسٹی امامیہ مشن پاک نگر (بھارت نگر) لاہور

(شیخ محمد انور پبلشر نے باہتمام ملک نورالٰہی پرنٹر تعلیمی پریس لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ پیام عمل پاک نگر اکرم روڈ لاہور سے شائع کیا)

"پیام عمل" لاہور

کا

علامہ حافظ کفایت حسین مرحوم نمبر

ماہ جون ۱۹۶۸ء میں شائع ہو رہا ہے

جس میں علامہ مرحوم کی سوانح حیات کے علاوہ آپ کی شخصیت اور عظمت پر گراں بہا مقالے شامل ہوں گے۔ یہ فقط ایک عالم دین کی زندگی کے حالات کا تذکرہ نہیں بلکہ قوم کی ستّر سالہ زندگی کی تاریخ ہو گی۔

علمائے کرام، شعرائے عظام اور دوسرے حضرات سے دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ علامہ حافظ کفایت حسین مرحوم کے متعلق جو تاثرات رکھتے ہوں جلد از جلد ادارے کو ارسال فرمائیں۔

مومنین اپنا سالانہ چندہ جلد از جلد ارسال کر دیں تاکہ یہ تاریخی دستاویز اُنہیں مُفت ارسال کی جا سکے۔

(ادارہ پیام عمل لاہور)